قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 23 اپریل 2022ء | 21 رمضان 1443 ہجری قمری | 23 شہادت 1401 ہجری شمسی | جلد 4 | شمارہ 97

ارشادِ باری تعالیٰ

اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ۔

(البقرہ:185)

ترجمہ: گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

(رمضان کے آخری عشرہ) کے بارہ میں روایات میں آتا ہے کہ اس میں ایک رات ایسی آتی ہے جو لیلۃ القدر کہلاتی ہے۔ یعنی ایسی رات جس میں اللہ تعالیٰ کی خاص نظر اپنے مخلص بندوں پر پڑتی ہے۔ جب ان کی خاص روحانی کیفیت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور قرب کا وہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس وجہ سے مسلمان رمضان کے آخری عشرہ کو عام طور پر بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ عموماً نمازوں، تراویح اور باقی نیکی کے کاموں میں بھی بہت سے ایسے لوگ جو رمضان کے پہلے اور دوسرے عشرہ میں زیادہ توجہ نہیں دیتے، آخری عشرہ میں نسبتاً بہتر حالت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جماعت میں بھی ایسے بہت سے لوگ ہیں جو یہ رجحان رکھتے ہیں اور اس عشرہ میں تہجد اور نوافل کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ دیتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اس کی وجہ یہی ہے کہ بعض احادیث سے ثابت ہے اور اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ اس عشرہ میں ایک رات ہے جو لیلۃ القدر کہلاتی ہے، ایسی رات جو بڑی اہمیت کی حامل رات ہے۔ لیکن اگر صرف ہم اس آخری عشرے کے لئے ہی کوشش کریں اور باقی سارا سال کوئی ایسی کوشش نہ ہو تو کیا یہ چیز ایک انسان کو حقیقی مومن اور عابد بنا سکتی ہے؟ دیکھو خدا تعالیٰ تو دوسری جگہ پر کہتا ہے کہ جنوں اور انسانوں کی پیدائش کا مقصد اس کی عبادت کرنا ہے۔ یہ بات کہ صرف ایک رات میں عبادت کرلو یا ایک رات کی تلاش میں دس دن عبادت کرلو تو تمہاری ساری زندگی کی عبادتیں پوری ہو جائیں گی، ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم سے دور لے جائے گی کہ تمہارا مقصدِ پیدائش عبادت کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے رہنا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ زِرّ بن حُبَیش کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ

بقیہ صفحہ 3 پر

فرمانِ رسولؐ

رمضان کے آخری عشرہ کے بارہ میں روایات میں آتا ہے:

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے۔

(صحیح ابن خزیمۃ کتاب الصیام باب فضل شھر رمضان)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کس لیتے اور اپنی راتوں کو زندہ کرتے۔

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان حدیث نمبر 2024)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

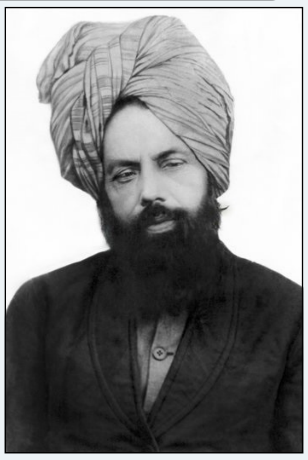

پشیمانی اور ندامت اور تذلّل اور انکسار کے ساتھ رجوع کرو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’عقل کیونکر اس بات کو قبول کرسکتی ہے کہ بندہ تو سچے دل سے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے مگر خدا اس کی طرف رجوع نہ کرے بلکہ خدا جس کی ذات نہایت کریم و رحیم واقع ہوئی ہے وہ بندہ سے بہت زیادہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام … توّاب ہے یعنی بہت رجوع کرنے والا۔ سو بندہ کا رجوع تو پشیمانی اور ندامت اور تذلّل اور انکسار کے ساتھ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا رجوع رحمت اور مغفرت کے ساتھ‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ 133-134)

میں توبہ کرنے والے کے گناہ بخشتا ہوں خواہ پہاڑوں سے زیادہ گناہ ہوں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’قرآن شریف میں جو خدا نے یہ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے بندو! مجھ سے نومیدمت ہو۔ مَیں رحیم و کریم اور ستار و غفّار ہوں اور سب سے زیادہ تم پر رحم کرنے والا ہوں اور اس طرح کوئی بھی تم پر رحم نہیں کرے گا جو مَیں کرتا ہوں۔ اپنے باپوں سے زیادہ میرے ساتھ محبت کرو کہ درحقیقت میں محبت میں ان سے زیادہ ہوں۔ اگر تم میری طرف آؤ تو میں سارے گناہ بخش دوں گا۔ اور اگر تم توبہ کرو تو میں قبول کروں گا۔ اور اگر تم میری طرف آہستہ قدم سے بھی آؤ تو میں دوڑ کر آؤں گا۔ جو شخص مجھے ڈھونڈے گا وہ مجھے پائے گا اور جو شخص میری طرف رجوع کرے گا وہ میرے دروازہ کو کھلا پائے گا۔ میں توبہ کرنے والے کے گناہ بخشتا ہوں خواہ پہاڑوں سے زیادہ گناہ ہوں۔ میرا رحم تم پر بہت زیادہ ہے اور غضب کم ہے کیونکہ تم میری مخلوق ہو۔ میں نے تمہیں پیدا کیا اس لئے میرا رحم تم سب پر محیط ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 56)

اس شمارہ میں

- رکھتا ہے وہ افطار میں کیا کیا میرے آگے (منظوم)
- رمضان کی نیکیوں کا سلسلہ سال بھر جاری رہے
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- حضرت امام مالکؒ
- ماہِ رمضان کے فضائل اور برکات
- حضرت شیخ محمود احمد عرفانیؓ صاحب کا ایک نایاب خط
- ہیومینٹی فرسٹ سیرالیون کے تحت یتامیٰ میں راشن کی تقسیم

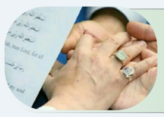

دربارِ خلافت

اصل چیز عمارت نہیں، اصل چیز وہ روح ہے جو اس عمارت میں آنے والوں اور رہنے والوں کی ہوتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جیسا کہ میں نے بتایا جب یہاں صدیوں مسلمانوں کی حکومت رہی تو بڑی بڑی خوبصورت مسجدیں مسلمانوں نے بنائیں مثلاً قرطبہ کی مسجد ہے، دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے اور دوسری جگہوں پر مسجدیں ہیں۔ جہاں جہاں مسلمانوں کی آبادیاں تھیں، بڑی بڑی مسجدیں تھیں، اشبیلیا میں، غرناطہ وغیرہ میں۔ لیکن جب اسلام کی حقیقی تعلیم کی روح اُن مساجد میں آنے والوں میں مفقود ہوگئی تو وہی جگہیں جہاں خدائے واحد کا نام لیا جاتا تھا، یا تو مسمار کر دی گئیں یا شرک کی آماجگاہ بن گئیں۔ قرطبہ کی مسجد دیکھیں، حیرت ہوتی ہے کہ ایسی خوبصورت اور مضبوط عمارت ہے۔ صدیاں گزرنے کے بعد بھی اُس کی خوبصورتی اور مضبوطی میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔ لیکن بدقسمتی سے آج وہ گرجے میں تبدیل ہو چکی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اصل چیز عمارت نہیں، اصل چیز وہ روح ہے جو اس عمارت میں آنے والوں اور رہنے والوں کی ہوتی ہے۔ پس جب مسلمانوں میں وہ روح ختم ہوگئی تو مسجدیں غیروں کے قبضے میں چلی گئیں۔ پس اگر اس مسجد کی عظمت کو ہم نے قائم رکھنا ہے اور یقیناً قائم رکھنا ہے انشاء اللہ، تو پھر اس کی روح کو قائم رکھنے کی کوشش کریں اور یہ کوشش ہمیں ایک محنت سے کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرنی ہوگی کہ اے اللہ! اس مسجد کو روح قائم کرنے والے ہمیشہ عطا فرماتا رہ تا کہ قیامت تک یہ توحید کا مرکز رہے۔ توحید کے نعرے یہاں سے بلند ہوں۔ خدا کی نظر میں ہماری قربانی قبول ہو تو پھر ہی یہ مقصد حقیقت میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

پھر دوسری آیت میں ہم دیکھتے ہیں کہ ان بزرگ انبیاء نے اپنی دعاؤں کو خدا کے گھر کی تعمیر کے ساتھ صرف اپنے تک محدود نہ رکھا، بلکہ اپنی اولاد اور نسلوں تک وسیع کیا۔ پس یہ ہے دعا کا طریق اور یہ ہے ترقی کرنے والی اور نسل در نسل کامیابیوں سے ہمکنار ہوتے چلے جانے کی سوچ اور فکر، اور یہ فکر اور سوچ ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری کامیابیاں ہی کامیابیاں ہیں۔ اور پھر یہ دعا ہو کہ ہماری ذریت کو بھی نیکیوں پر قائم رکھ تب اس گھر کی آبادی کا مقصد حاصل ہوگا۔

ہمیں یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ذرّیت کو بھی نیکیوں پر قائم رکھے تا کہ اس گھر کی آبادی کا مقصد ہمیشہ حاصل ہوتا چلا جائے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ قربانی کی قبولیت تب ہوگی جب حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے لوگ ہماری نسلوں میں سے پیدا ہوتے رہیں گے۔ عبادت کرنے والے ہماری نسلوں میں سے پیدا ہوتے رہیں، اور اس طرح پر عبادت کرنے والے پیدا ہوں جس طرح اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے اور جیسا کہ اے اللہ! تو نے عبادت کا حکم دیا ہے اور طریق سکھایا ہے۔ پس ہم یہ دعا کریں جو دعا انبیاء نے کی تھی کہ ہمیں بھی وہ طریق

بقیہ صفحہ 3 پر

رکھتا ہے وہ افطار میں کیا کیا مرے آگے

اک نعمت عظمیٰ ہے یہ روزہ مرے آگے
میں پیاس کا صحرا ہوں تو دریا مرے آگے

ہر وقت فحش گوئی سے بچنا مجھے لازم
تب جا کے نکلتا ہے نتیجہ مرے آگے

دن بھر جسے چھوڑا ہے فقط اس کی رضا میں
رکھتا ہے وہ افطار میں کیا کیا مرے آگے

منزل پہ تو کلیاں ہیں، شگوفے ہیں، شجر ہیں
گرچہ ہے یہ پرخار سا رستہ مرے آگے

روزے کے توسط سے جزا خاص ملے ہے
اے کاش کہ ہو جلوہ مولیٰ مرے آگے

اک یار مہرباں پہ ہے قربان سبھی کچھ
یہ جام و سبو، ساغر و بادہ مرے آگے

دل دے کے فراز! اس کی محبت کو سمیٹا
ہر چند کہ آنکھوں میں تھی دنیا مرے آگے

اطہر حفیظ فراز

آج کی دعا

اے میرے قادر خدا! میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اُٹھ جائے۔ اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اور تیرے رسولِ کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین

اے میرے قادر خدا! مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 603)

یہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کی بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے درد بھری دعا ہے۔

بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 مارچ 2022 کو دعاؤں کی خاص تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

جیسا کہ میں ہمیشہ تحریک کر رہا ہوں آج کل دنیا کے حالات کے لئے۔ دعائیں کرتے رہیں ان میں کمی نہ کریں۔ خاص طور پہ یہ دعا کریں کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے لگ جائے۔ یہی ایک حل ہے دنیا کو تباہی سے بچانے کا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہماری دعائیں بھی قبول فرمائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 مارچ 2022)

اے میرے پیارے فدا ہو تجھ پہ ہر ذرہ مرا
پھیر دے میری طرف اے سارباں جگ کی مہار
ان دلوں کو خود بدل دے اے مرے قادر خدا
تو تو رب العالمین ہے اور سب کا شہریار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

رمضان کی نیکیوں کا سلسلہ سال بھر جاری رہے

ہم نے محسوس کیا ہے ایک انسان لذیذ اور مزے دار کھانے کی لذت اور اس کے سواد کو بسا اوقات کھانے کے بعد گھنٹوں محسوس کرتا رہتا ہے اور اکثر ایسے انسانوں کو لذیذ کھانے کے بعد جب کوئی اور ڈِش یا مشروب پیش کیا جائے تو وہ یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ میں کھانے کی لذت کو اس مشروب یا ڈِش سے زائل نہیں کرنا چاہتا یا میں اپنا ذائقہ خراب نہیں کرنا چاہتا۔ اسی طرح ایک مومن رمضان میں روحانی خوراک سے لطف اندوز ہوتے ہوئے جب وہ آخری دنوں میں داخل ہوتا ہے تو بہت روتا ہے کہ یہ روحانی مائدہ اب ختم ہونے کو ہے اور ان آخری دنوں میں اس میں لذیذ کھانے سے وہ کچھ بچا کر رکھ لیتا ہے تا کہ آئندہ دنوں میں بھی مزا لے سکے۔ یا یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ لذیذ کھانا جب قریب الا ختتام ہوتا ہے تو مزہ دوبالا ہونے لگتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک دفعہ اپنے ایک بھانجے کا واقعہ یوں سنایا تھا کہ اسے فرائی انڈہ بہت پسند تھا جب وہ ختم ہونے کو ہوتا تو وہ رونا شروع کر دیتا کہ اب یہ ختم ہو رہا ہے۔ یہی کیفیت رمضان المبارک کی ہے جس میں ایک مومن لذیذ سے لذیذ روحانی کھانے تیار کر کے نہ صرف خود فائدہ اٹھاتا ہے بلکہ اپنے اللہ کے حضور پیش کرتا ہے تا آئندہ زندگی میں اس کے کام آسکیں۔ ایک مومن اتنی کثرت کے ساتھ رمضان میں روحانی کھانے تیار کرتا ہے کہ اس کو یہ تیاری جہاں سہل لگتی ہے وہاں رمضان کے بعد بھی اس جیسی روحانی ڈشیں تیار کرتا رہتا ہے تا سارا سال ہی ان روحانی کھانوں سے نہ صرف خود لطف اندوز ہو بلکہ اپنے عزیز واقارب کو بھی اس سے فائدہ پہنچا سکے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک قول اس طرف توجہ دلاتا ہے۔ اِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانُ سَلَمَتِ السَّنۃ (درمنثور جلد 1 صفحہ 341) کہ رمضان اگر سلامتی سے گزر گیا تو سمجھو کہ سارا سال سلامتی سے گزر گیا۔ اس میں دراصل یہی راز ہے کہ رمضان نیکیوں کی وہ پختہ عادت ڈال جاتا ہے جس کے پیچھے انسان سارا سال گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

ایک مومن 30 دن روزانہ ہی گناہوں کی دُھلائی والی بھٹی سے گزر کر اپنے جسم کو صاف ستھرا اور پاک کر چکا ہوتا ہے۔ وہ خشوع وخضوع والی پنجوقتہ باجماعت نمازوں کا عادی ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ فرشتوں کی پکار پر راتوں کو اٹھ کر اپنے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی باتیں ماننے کی عادت اپنا چکا ہوتا ہے۔ اپنے معاصی اور گناہ معاف کروا چکا ہوتا ہے۔ اسی لئے ان نیکیوں اور حسنات کو جاری رکھنے کے لئے عید الفطر کے اگلے روز سے 6 شوال کے روزے رکھے گئے ہیں۔ اور اس کا یہ فلسفہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ کل 36 روزے سال بھر کے 360 دنوں کے روزوں کے ثواب کے برابر ہوں گے۔ اسی لئے رمضان میں اپنے سپرد ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہئے۔آنحضورؐ نے فرمایا اَلْاَعمالُ بِخَوَاتِیْمِھَا کہ اعمال کا دارو مدار انجام پر ہے۔ اس مضمون کو ایک انگریزی ضرب المثل میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔ All is well that ends well

اس وجہ سے اکثر دیکھا گیا ہے کہ انسان جب اپنی زندگی کے اختتام کی طرف بڑھتا ہے تو اس میں تقویٰ بڑھ جاتا ہے۔ اللہ سے لگاؤ بڑھتا ہے۔ نمازوں کی طرف پہلے سے زیادہ رغبت ہوتی ہے۔نیکیاں بجالاتا ہے۔ تا اختتام درست ہو۔ پس انسان اس دنیا میں ایک مسافر کی مانند ہے اس کی گاڑی نجانے کس اسٹیشن پر رکے اور اسے نیچے اتار دیا جائے۔ اس لئے اسے ہر وقت اپنے آپ کو نیکیوں اور حسنات سے مزین کئے رکھنا چاہئے اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک نیکیوں کا پُل تیار کرتے رہنا چاہئے۔ اور ذوق وشوق سے مسجد کی طرف عبادات کے لئے بڑھنا چاہئے تاخدا کا قرب حاصل رہے۔ اور نیکیوں کا زاد راہ بڑھتا چلا جائے۔

(ابوسعید)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

آپ کے بھائی ابنِ مسعود کہتے ہیں کہ جو سارا سال عبادت کرے، وہ لیلۃ القدر کو پائے گا۔ انہوں نے کہا۔ اللہ ان پر رحم کرے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ لوگ صرف اسی ایک رات پر تکیہ نہ کر لیں ورنہ وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ رات رمضان میں آتی ہے اور یہ کہ آخری عشرہ میں آتی ہے۔
(مسلم کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر۔۔۔ حدیث نمبر 2777)

صحابہ تو اس بات کی گہرائی سے واقف تھے کہ صرف آخری عشرہ کی عبادتیں لیلۃ القدر دیکھنے کا باعث نہیں بن جاتیں بلکہ انسان کو اپنے مقصدِ پیدائش کو سامنے رکھتے ہوئے جب اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ اگر چاہے تو اپنے بندوں کی تسلی کے لئے ان کو اپنے خاص فضل سے نوازتے ہوئے ان سے اپنے قرب کا اظہار کرنے کے لئے وہ کیفیت پیدا کر دیتا ہے، وہ حالت پیدا کر دیتا ہے جس میں ایک عابد بندے کو یہ خاص رات میسر آجاتی ہے۔ اور ایک عجیب روحانی کیفیت میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک مومن سے اس کے ایمانی عہد اور بندگی کے عہد کو پورا کرنے پر جس میں ہر لمحہ ایک مومن کے عمل میں ترقی نظر آتی ہے اور آنی چاہئے۔

(خطبۂ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 20 اگست 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

سکھا۔ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا۔ اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا۔ یہ دعا ہمیں بھی کرنے کی ضرورت ہے۔حقیقت یہی ہے کہ عبادتوں اور قربانیوں کے طریق اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے سمجھ آتے ہیں۔ اس کی روح، اس کو گہرائی میں جا کر سمجھنے کا اِدراک اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیدا ہوتا ہے۔ بیشک نماز بھی عبادت کا ایک طریق ہے، مسجد میں لوگ آتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں لیکن یہی نمازی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُن کی نمازیں اُن کے منہ پر ماری جاتی ہیں اور اُن کے لئے ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل کو مانگتے ہوئے ایسی نمازیں ہمیں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو اُس کی نظر میں مقبول ہوں اور پھر صرف نمازیں ہی نہیں ہیں، ہر کام جو خدا تعالیٰ کے حصول کے لئے کیا جائے وہ عبادت بن جاتا ہے، چاہے وہ حقوق العباد ہوں۔ پس اس روح کو سمجھنا ہمارے لئے ضروری ہے۔

پس یہ بات بھی ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ عبادت کی روح کو سمجھ کر ہی ہم توحید کے پیغام کو پھیلا سکتے ہیں اور اپنی نسلوں میں اس پیغام کو راسخ کر سکتے ہیں اور اُس کے لئے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی ہے، نسلوں کے لئے بہت تڑپ کر دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم احمدی اپنے اجلاسوں میں یہ عہد کرتے ہیں کہ ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گے تو اس عہد کی روح کو اپنی نسلوں میں پھونکنے کی ضرورت ہے تا کہ دین کی اشاعت کے لئے قربانیاں کرنے والے گروہ پیدا ہوتے رہیں۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بدلتے ہوئے حالات کے مطابق قربانیوں کے طریق بھی بدلتے رہیں گے اور اس دعا وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا کا یہ بھی ایک مطلب ہے۔ سپین میں اگرچہ پہلے مسلمان جو داخل ہوئے وہ مدد کے لئے آئے، جہاد بھی کیا اور داد رسی کے لئے آئے تھے اور پھر وہ آگے پھیلتے چلے گئے۔ انہوں نے بیشک تلوار کا جہاد کیا لیکن آج کی قربانیاں تبلیغ کے جہاد کے ذریعہ سے ہیں۔ اشاعتِ لٹریچر کے لئے مالی قربانیاں کر کے ہیں۔ مساجد کی تعمیر کے لئے مالی قربانیاں کر کے ہیں۔قربانیوں کی نوعیت حالات کے مطابق بدل جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو کہ ہمیں قربانیوں کے طریق سکھا، یعنی بدلتے ہوئے حالات کے مطابق اپنی رضا کے حصول کے لئے قربانیوں اور عبادتوں کے طریق ہمیں سکھا۔ اس دعا کو قرآنِ کریم میں محفوظ کر کے ہمیں یہ اصولی ہدایت اللہ تعالیٰ نے فرما دی کہ قربانیاں حالات کے مطابق دینی ہیں۔ نیکی اس طرح اور اس قسم کی کرنی ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کو سمیٹنے والی ہو۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو سب سے بڑی نیکی یہ بیان فرمائی کہ تہجد پڑھا کرو۔
(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب التہجد باب فضل قیام اللیل حدیث نمبر 1122)

کسی کو پھر فرمایا کہ تمہارے لئے سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ جہاد کیا کرو۔
(صحیح البخاری کتاب الایمان باب من قال ان الایمان ھو العمل حدیث نمبر 26)

پس جس میں جس نیکی کی کمی ہو، وہی اُس کے لئے ضروری ہے اور وہی اس کے لئے بڑی ہے۔ وہی اُس کے لئے مناسبِ حال عبادت کا طریق ہے اور وہی اُس کے لئے مناسبِ حال قربانی ہے۔

پس اس دعا میں اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے ہر قسم کی کمزوریوں کو دور کرنے اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشش پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ انسان اپنی کوشش سے نہ ہی عبادتوں کے معیار حاصل کرسکتا ہے، نہ قربانیوں کے معیار حاصل کرسکتا ہے۔ اس لئے دعا عرض ہے کہ تُبْ عَلَیْنَا۔ ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جا۔ ہماری نیکیوں کو قبول کر لے اور پھر نیکی سے نیکی پھوٹتی رہے۔ ایک نیکی سے اگلی نیکی کی جاگ چلتی چلی جائے۔قربانی سے قربانی پھوٹتی رہے۔تیری عبادت، تیری رضا چاہتے ہوئے حمد کرنے والے ہوں، نہ کہ دکھاوے کے لئے۔ اور یہ عبادت پھر ہماری سوچوں کا محور بن جائے۔

(خطبہ جمعہ 29/ مارچ 2013ء)

حسنیٰ مقبول احمد۔ امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 18

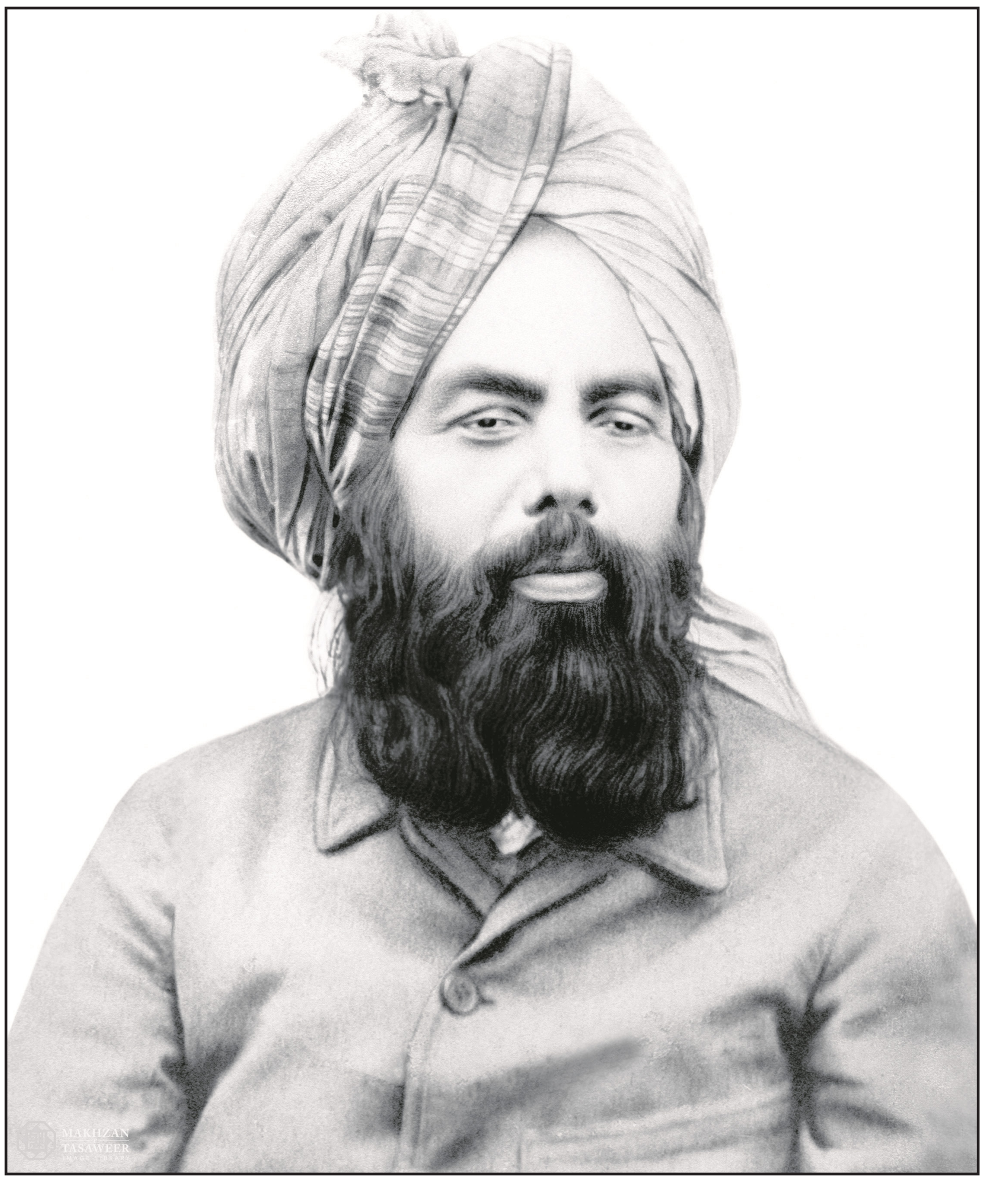

نماز میں لذت و ذوق حاصل کرنے کی دعا

نماز کیا چیز ہے۔ نماز اصل میں رب العزۃ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی۔ اس وقت سے اس کو نمازوں میں لذت اور ذوق آنے لگے گا۔ جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزا آتا ہے۔ اسی طرح پھر گریہ و بکا کی لذت آئے گی اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہوجائے گی۔ اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تاکہ صحت حاصل ہو۔ اسی طرح اس بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہیں۔ اس بے ذوقی کی حالت میں یہ فرض کرکے کہ اس سے لذت اور ذوق پیدا ہو۔ یہ دعا کرے:

اے اللہ! تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور میں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز آئے گی تو میں تیری طرف آجاؤں گا اس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا۔ لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے تو ایسا شعلہ نور اس پر نازل کرکہ تیرا انس اور شوق اس میں پیدا ہوجائے۔ تو ایسا فضل کرکہ میں نابینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جاملوں۔

جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا۔ تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی۔ جو رقت پیدا کردے گی۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 321-322 ایڈیشن 1984ء)

دعا کی حقیقت

پنجابی میں ایک مثل ہے۔ جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا۔ لوگ کہتے ہیں کہ دعا کرو۔ دعا کرنا مرنا ہوتا ہے۔ اس پنجابی مصرعہ کے یہی معنے ہیں کہ جس پر نہایت درجہ کا اضطراب ہوتا ہے وہ دعا کرتا ہے۔ دعا میں ایک موت ہے اور اس کا بڑا اثر یہی ہوتا ہے کہ انسان ایک طرح سے مرجاتا ہے مثلاً ایک انسان ایک قطرہ پانی کا پی کر اگر دعویٰ کرے کہ میری پیاس بجھ گئی ہے یا یہ کہ اسے بڑی پیاس تھی تو وہ جھوٹا ہے۔ ہاں اگر پیالہ بھر کر پیوے تو اس بات کی تصدیق ہوگی۔ پوری سوزش اور گدازش کے ساتھ جب دعا کی جاتی ہے حتیٰ کہ روح گداز ہوکر آستانہ الٰہی پر گر جاتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے۔ اور الٰہی سنت یہی ہے کہ جب ایسی دعا ہوتی ہے تو خداوند تعالیٰ یا تو اسے قبول کرتا ہے اور یا اسے جواب دیتا ہے... نماز پڑھو اور تدبر سے پڑھو اور ادعیہ ماثورہ کے بعد اپنی زبان میں دعا مانگنی مطلق حرام نہیں ہے۔ جب گدازش ہو تو سمجھو کہ مجھے موقعہ دیا گیا ہے۔ اس وقت کثرت سے مانگو اس قدر مانگو کہ اس نکتہ تک پہنچو کہ جس سے رقت پیدا ہوجاوے۔ یہ بات اختیاری نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ترشحات ہوتے ہیں۔ اس کوچہ میں اول انسان کو تکلیف ہوتی ہے مگر ایک دفعہ چاشنی معلوم ہوگی تو پھر سمجھے گا۔ جب اجنبیت جاتی رہے گی۔ اور نظارہ قدرت الٰہی دیکھ لے گا تو پھر پیچھا نہ چھوڑے گا۔ قاعدہ کی بات ہے کہ تجربہ میں جب ایک دفعہ ایک بات تھوڑی سی آجاوے تو تحقیقات کی طرف انسان کی طبیعت میلان کرتی ہے اصل میں سب لذّات خدا تعالیٰ کی محبت میں ہیں۔ ملعون لوگ (یعنی جو خدا سے دور ہیں) جو زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ کیا زندگی ہے۔ بادشاہ اور سلاطین کی کیا زندگیاں ہیں۔ مثل بہائم کے ہیں۔ جب انسان مومن ہوتا ہے تو خود ان سے نفرت کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 340-341 ایڈیشن 1984ء)

دعا اور اس کے آداب

دعا بڑی عجیب چیز ہے مگر افسوس یہ ہے کہ نہ دعا کرانے والے آداب دعا سے واقف ہیں اور نہ اس زمانہ میں دعا کرنے والے ان طریقوں سے واقف ہیں جو قبولیت دعا کے ہوتے ہیں۔ بلکہ اصل تو یہ ہے کہ دعا کی حقیقت ہی سے بالکل اجنبیت ہوگئی ہے۔ بعض ایسے ہیں جو سرے سے دعا کے منکر ہیں اور جو دعا کے منکر تو نہیں مگر ان کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ چونکہ ان کی دعائیں بوجہ آداب دعا سے ناواقفیت کے قبول نہیں ہوتی ہیں کیونکہ دعا اپنے اصلی معنوں میں دعا ہوتی ہی نہیں۔ اس لئے وہ منکرین دعا سے بھی گری ہوئی حالت میں ہیں۔ ان کی عملی حالت نے دوسروں کو دہریت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ دعا کے لئے سب سے پہلے اول اس امر کی ضرورت ہے کہ دعا کرنے والا کبھی تھک کر مایوس نہ ہوجاوے۔ اور اللہ تعالیٰ پر یہ سوء ظن نہ کر بیٹھے کہ اب کچھ بھی نہیں ہوگا بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس قدر دعا کی گئی کہ جب مقصد کا شگوفہ سرسبز ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ دعا کرنے والے تھک گئے ہیں جس کا نتیجہ ناکامی اور نامرادی ہوگیا ہے۔ اور اس نامرادی نے یہاں تک برا اثر پہنچایا کہ دعا کی تاثیرات کا انکار شروع ہوا۔ اور رفتہ رفتہ اس درجہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ پھر خدا کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ اگر خدا ہوتا اور وہ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہوتا تو اس قدر عرصہ دراز تک جو دعائیں کی گئی کیوں قبول نہ ہوئیں؟ مگر ایسا خیال کرنے والا اور ٹھوکر کھانے والا انسان اگر اپنے عدم استقلال اور تلون کو سوچے تو اسے معلوم ہوجائے کہ ساری نامرادیاں اس کی اپنی ہی جلد بازی اور شتاب کاری کا نتیجہ ہیں۔ جن پر خدا کی قوتوں اور طاقتوں کے متعلق بدظنی اور نامرادی کرنے والی مایوسی بڑھ گئی۔ پس کبھی تھکنا نہیں چاہئے۔

دعا کی ایسی ہی حالت ہے جیسے ایک زمیندار باہر جاکر اپنے کھیت میں ایک بیج بو آتا ہے۔ اب بظاہر تو یہ حالت ہے کہ اس نے اچھے بھلے اناج کو مٹی کے نیچے دبا دیا۔ اس وقت کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ دانہ ایک عمدہ درخت کی صورت میں نشو ونما پاکر پھل لائیگا۔ باہر کی دنیا اور خود زمیندار بھی نہیں دیکھ سکتا کہ یہ دانہ اندر ہی اندر زمین میں ایک پودا کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانہ گل کر اندر ہی اندر پودا بننے لگتا ہے اور تیار ہوتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ اس کا سبزہ اوپر نکل آتا ہے۔ اور دوسرے لوگ بھی اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ اب دیکھو وہ دانہ جس وقت سے زمین کے نیچے ڈالا گیا تھا۔ دراصل اسی ساعت سے وہ پودا بننے کی تیاری کرنے لگ گیا تھا۔ مگر ظاہر بین نگاہ اس سے کوئی خبر نہیں رکھتی اور اب جبکہ اس کا سبزہ باہر نکل آیا تو سب نے دیکھ لیا۔ لیکن ایک نادان بچہ اس وقت یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس کو اپنے وقت پر پھل لگے گا۔ وہ یہ چاہتا ہے۔ کیوں اسی وقت اس کو پھل نہیں لگتا۔ مگر عقلمند زمیندار خوب سمجھتا ہے کہ اس کے پھل کا کونسا موقع ہے وہ صبر سے اس کی نگرانی کرتا اور غور و پرداخت کرتا رہتا ہے اور اس طرح پر وہ وقت آجاتا ہے کہ جب اس کو پھل لگتا ہے اور وہ پک بھی جاتا ہے۔ یہی حال دعا کا ہے اور بعینہٖ اسی طرح دعا نشو ونما پاتی اور مثمر بثمرات ہوتی ہے۔ جلد باز پہلے ہی تھک کر رہ جاتے ہیں اور صبر کرنے والے آل اندیش استقلال کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ اور اپنے مقصد کو پالیتے ہیں۔

یہ سچی بات ہے کہ دعا میں بڑے بڑے مراحل اور مراتب ہیں جن کی ناواقفیت کی وجہ سے دعا کرنے والے اپنے ہاتھ سے محروم ہوجاتے ہیں۔ ان کو ایک جلدی لگ جاتی ہے اور وہ صبر نہیں کرسکتے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کے کاموں میں ایک تدریج ہوتی ہے۔ دیکھو یہ کبھی نہیں ہوتا کہ آج انسان شادی کرے تو کل کو اس کے گھر بچہ پیدا ہوجاوے حالانکہ وہ قادر ہے کر چاہے کرسکتا ہے مگر جو قانون اور نظام اس نے مقرر کردیا ہے وہ ضروری ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 415-418 ایڈیشن 1984ء)

سید حاشر احمد۔ طالبعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت امام مالکؒ

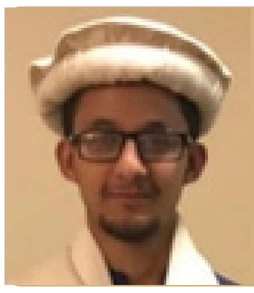

تعارف

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آپؐ کی بعثت کے بعد کے پہلے تین سو سال امت محمدیہ کے لئے بہترین ہیں۔ اسی زمانہ میں دوسری صدی ہجری میں ایک ایسے عظیم الشان بزرگ محدث امام امت محمدیہؐ میں گزرے ہیں جن کے بے شمار پیروکار آج بھی موجود ہیں۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہونے والے اس عظیم عاشقِ رسولؐ کا نام مالک بن انس تھا۔ آپؒ کی پیدائش 93 ہجری میں مدینہ کے پاس وادی عقیق میں آپ کے آبائی گھر جس کا نام قصر مقعد تھا میں ہوئی۔ آپؒ کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور آپ کا لقب امام دار الہجرت پڑا۔ امام مالک کا نسب اس طرح سے ہے کہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر الاصبحی۔ آپ کی والدہ کا نام عالیہ بنت شریک تھا۔ امام مالک کا تعلق یمنی قبیلہ ذو اصبح سے تھا۔ آپؒ کے پر دادا ابو عامر کے متعلق بعض روایات میں آتا ہے کہ وہ غزوہ بدر کے بعد مدینہ آئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں داخل ہوئے اور بدر کے علاوہ تمام غزوات میں حضور اکرمؐ کے ساتھ شامل ہوئے۔ مگر اکثر مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ ابو عامر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں مسلمان تو ہو گئے تھے مگر حضورؐ کو کبھی دیکھا نہیں تھا اور مدینہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد آئے اور تابعین میں شمار ہوئے۔

امام مالکؒ کے خاندان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت محبت اور عقیدت تھی۔ آپؒ کے دادا، چچا اور والد اور پھر آپؒ خود محدث بنے۔ آپؒ کے دادا مالک بن ابی عامر نہایت ہی بلند پایہ ثقہ تابع تھے۔ انہوں نے حضرت عمر، حضرت طلحہ، حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایات کی ہیں۔ امام مالکؒ کے دادا مالک بن ابی عامر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نہایت عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد انتہائی خراب حالات میں جن چار اشخاص نے حضرت عثمانؓ کو دفنایا تھا ان میں آپ بھی شامل تھے۔ (تزیین الممالک بمناقب الامام مالک صفحہ 19، از حضرت علامہ جلال الدین السیوطیؒ) تاریخ طبری میں خود مالک بن ابی عامر کے الفاظ نقل ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ”جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں بھی ان کا جنازہ اٹھانے والوں میں سے تھا۔ ہم ان کے جنازے کو اس قدر جلد جلد لے جا رہے تھے کہ ایک دروازے سے ان کا سر ٹکرایا۔ اس وقت ہم پر بہت خوف و دہشت طاری تھی۔ تا آنکہ ہم نے انہیں حش کوکب میں دفن کر دیا۔“ (تاریخ طبری اردو ترجمہ خلافت عثمانیہ تدفین حضرت عثمانؓ)

امام مالکؒ کے گھرانے کا حال

حضرت امام مالکؒ کا گھرانہ ایک غریب گھرانہ تھا۔ آپ کے والد تیر بنانے کا کام کرتے تھے۔ آپ کے بھائی کپڑوں کا کاروبار کرتے تھے اور امام مالکؒ چھوٹی عمر میں ہی اپنے بھائی کے ساتھ کپڑے فروخت کیا کرتے تھے۔ امام مالکؒ کی بیٹی جب بھوک کی وجہ سے روتی تھی تو آپؒ خادمہ کو خالی چکی چلانے کا حکم دے دیتے تھے تا کہ پڑوسیوں کو آپؒ کی بیٹی کے رونے کی آواز نہ آئے۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہوا اور اس نے آپؒ کو بے شمار نوازا۔

امام مالکؒ کا حصولِ علمِ حدیث کا شوق اور کمال حافظہ

حضرت امام مالکؒ نے بچپن میں قرآنِ کریم حفظ کیا تھا۔ حدیثِ نبویؐ سیکھنے اور یاد کرنے کا بچپن سے ہی نہایت شوق تھا۔ چھوٹی عمر سے ہی علمِ حدیثِ نبویؐ سے لگاؤ ہو گیا تھا۔ اور حافظہ بھی کمال کا تھا۔ آپؒ کی والدہ نے آپؒ کو حضرت ربیعہ رائی کی مجلس میں حصول علم و ادب کے لئے بھیجنا شروع کیا۔ آپ روز جو بھی سبق سیکھتے اسے لکھ لیتے۔ اس کے بعد درختوں کے سایہ میں بیٹھ کر اسے یاد کرتے۔ آپؒ کی بہن نے آپ کو اس طرح دیکھا تو والد سے جا کر ذکر کر دیا۔ ان کے والد نے کہا ”اے بیٹی! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث یاد کرتے ہیں۔“ (امام مالک کے سوانح حیات صفحہ 41، از محمد ابو زہرہ) حدیث سیکھنے کا اتنا شوق تھا کہ عید کے دن بھی حدیث سیکھنے چلے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ عید کے دن عید کی نماز پڑھ کر سیدھا اپنے استاد ابن شہاب زہری کے گھر چلے گئے۔ ابن شہاب نے خادمہ سے کہا جاؤ باہر دیکھو کون ہے تو اس نے کہا کہ مالک ہے۔ ابن شہاب نے اندر بلانے کو کہا اور پھر امام مالک سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تم اپنے مکان جانے کے بجائے باہر ہی باہر میرے یہاں آ گئے ہو۔ کھانا کھالو۔ امام مالک نے کہا کھانے کی حاجت نہیں حدیث بیان فرمادیں۔ ابن شہاب نے اسی وقت سترہ احادیث بیان کیں اور پھر کہا کہ اس سے تم کو کیا فائدہ کہ میں حدیثیں بیان کر دوں اور تم یاد نہ کرو۔ امام مالک نے کہا کہ میں تو ابھی آپ کو ساری حدیثیں سنا دوں اور پھر ساری حدیثیں زبانی سنا بھی دیں۔

(سیرت حضرت امام مالک صفحہ 20، از ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی)

ایک مرتبہ امام مالکؒ نے ابن شہاب زہری کو اپنی تختیاں دکھائیں تو ابن شہاب نے مزید 40 احادیث لکھا کر کہا کہ اگر تم ان کو یاد کر لو تو ان کے حافظ ہو جاؤ گے۔ امام مالکؒ نے کہا کہ میں ان کو ابھی زبانی سنا سکتا ہوں۔ ابن شہاب نے کہا کہ سناؤ تو امام مالکؒ نے ساری احادیث سنا دیں۔ اس پر امام ابن شہاب زہریؒ نے کہا کہ ”اٹھو تم علم کا خزانہ ہو“ یا یہ کہ ”تم علم کے لئے بہترین خزانہ ہو۔“

امام مالکؒ کا ایسا انہماک علم و حدیث دیکھ کر حضرت امام ابو حنیفہؒ نے امام مالکؒ کے متعلق کہا تھا کہ ”ما رأیت اسرع منه لجواب صادق و نقد تام۔“ (سیرت امام مالک صفحہ 27) یعنی میں نے امام مالک سے زیادہ جلد صحیح جواب دینے والا اور کامل نقاد حدیث کسی کو نہیں دیکھا۔

امام مالکؒ کا احترامِ حدیث نبویؐ

حضرت امام مالکؒ کو بچپن ہی سے احترامِ حدیثِ نبویؐ تھا۔ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نے عمرو بن دینار سے حدیث سنی ہے تو کہا میں نے ان کو حدیث بیان کرتے ہوئے دیکھا اور طلبہ کھڑے کھڑے لکھ رہے تھے تو میں نے ناپسند کیا کہ کھڑے ہو کر حدیثِ رسولؐ لکھوں۔ (سیرت امام مالک صفحہ 23، از محمد عاصم اعظمی) اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ امام مالکؒ ابو الزناد کے پاس سے گزرے جبکہ وہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ مالک وہاں نہ گئے۔ بعد میں ابو الزناد امام مالک سے ملے تو پوچھا کہ آپ میرے یہاں کیوں نہ بیٹھے تو جواب دیا کہ جگہ تنگ تھی اور مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کھڑے ہوئے لکھوں۔

امام مالکؒ اور خواب کی تعبیر

حضرت امام مالکؒ کے متعلق لکھا ہے کہ ایک دفعہ چھوٹی عمر میں آپؒ کے ایک استاد صفوان بن سلیم نے آپؒ سے ایک خواب کی تعبیر معلوم کرنی چاہی۔ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ ”حضرت! آپ جیسے عظیم بزرگ مجھ سے کسی بات کو معلوم کریں۔ یہ عجیب سی بات ہے۔“ ان کے استاد نے کہا ”بھتیجے! کوئی بات نہیں ہے۔ اس میں کیا حرج ہے؟ میں نے خواب دیکھا ہے کہ آئینہ دیکھ رہا ہوں۔“ اس پر امام مالکؒ نے فوراً کہا کہ ”آپ اپنی آخرت سنوار رہے ہیں اور تقرب الی اللہ کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں۔“ ان کے استاد صفوان نے یہ تعبیر سنی تو بہت خوش ہوئے اور کہا ”أنت الیوم مویلك ولئن بقیت تکونن مالکا اتق اللّٰہ یا مالك اذکنت مالکا و الا فأنت هالك۔“ یعنی آج تم مویلک ہو۔ اگر زندہ رہے تو مالک ہو جاؤ گے۔ اے مالک! جب تم واقعی مالک بن جانا تو اللہ سے ڈرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ امام مالک بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں لوگ مجھے پیار کی وجہ سے مویلک کہہ کر پکارتے تھے۔

(سیرت امام مالک صفحہ 16، از ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی)

حضرت امام مالکؒ کے اساتذہ میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

ربیعہ رائی، ابن ہرمز، نافع، صفوان بن سلیم، ابن شہاب زہری وغیرہ۔

امام مالکؒ بحیثیت استاد

حضرت امام مالکؒ نے اپنے اساتذہ سے حدیث و فقہ سیکھ کر پھر مسجد نبویؐ میں درسِ حدیث دینا شروع کیا۔ خود امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ”جو شخص مسجد میں درس دینے اور فتوے دینے کے لئے بیٹھتا ہے اسے اس سے پہلے اہلِ صلاح اور صاحبانِ فضل سے مشورہ کر لینا چاہئے اور انہیں سے اپنی مجلس کا مقام بھی طے کرنا چاہئے۔ اگر وہ اسے اس مسند کا اہل سمجھیں تو بیٹھ جائے ورنہ نہیں۔ میں خود نہیں بیٹھا یہاں تک کہ اہلِ علم میں سے 70 علماء نے شہادت دی کہ میں اس منصب کا اہل ہوں۔“

(امام مالک کے سوانح حیات صفحہ 52، از محمد ابو زہرہ)

امام مالکؒ ایک نہایت اعلیٰ پائے کے استاد تھے۔ آپؒ کے ایک شاگرد کا بیان ہے کہ ”امام مالک جب ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے تو وہ ایسے ہوتے تھے گویا ہم ہی میں سے ایک ہیں۔ ہم سے کھل کر باتیں کرتے تھے۔ اور ہم سب سے زیادہ متواضع تھے۔ لیکن جب درسِ حدیث دینے بیٹھتے تو ان کے کلام سے ہم میں ہیبت طاری ہو جاتی گویا وہ ہمیں پہچانتے ہی نہیں

نہ ہم انہیں پہچانتے ہیں۔''

(امام مالک کے سوانح حیات صفحہ 67)

امام مالکؒ کی درسِ حدیث سے پہلے کی تیاری

حضرت امام مالکؒ جیسا کہ ذکر ہوا ہے حدیثِ نبویؐ کا بڑا احترام کرتے تھے۔ چنانچہ آتا ہے کہ حدیث کا درس دینے سے پہلے وضو یا غسل کرکے عمدہ اور قیمتی لباس پہنتے۔ بالوں میں کنگھی کرتے، خوشبو لگاتے اور پھر درس دیتے۔ امام مالکؒ فرماتے تھے کہ ''أحب أن أعظم حديث رسول صلى الله عليه و سلم فلا أحدث به إلا على طهارة متمكنا'' (تزيين الممالک صفحہ 37، از حضرت امام السیوطیؒ) کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات بڑی محبوب ہے کہ حدیث رسول اللہؐ کی تعظیم کروں اور بغیر طہارت حدیث نہ بیان کروں۔حضرت امام مالکؒ کی درس گاہ میں بیٹھنے کا عمدہ انتظام ہوتا تھا۔ ہر کوئی باوقار اور باادب بیٹھتا تھا۔ آپ راستہ میں چلتے ہوئے یا جلد بازی میں حدیث بیان کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ ''مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو لوگ اسے خوب اچھی طرح سمجھیں۔'' (سیرت امام مالک صفحہ 41) اسی طرح لکھا ہے کہ ''فإذا رفع أحد صوته فی مجلسه زجره، وقال: قال الله تعالیٰ: يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبی (الحجرات: 2)، فمن رفع صوته عند حديث رسول الله صلى الله عليه و سلم فكأنما رفع صوت فوق رسول الله صلى الله عليه و سلم۔'' (تزيين الممالک صفحہ 35-36) یعنی جب امام مالکؒ کی مجلس میں کوئی آواز اونچی کرتا تو اسے ڈانٹ دیتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا مت کرو۔ پھر کہتے کہ جس کسی نے حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یعنی درسِ حدیث کے دوران اپنی آواز اونچی کی تو گویا اس نے اپنی آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچا کیا۔

پہلے تو امام مالکؒ مسجد میں ہی درس دیا کرتے تھے مگر بعد میں ایک بیماری کی وجہ سے مسجد نہ جاسکتے تھے تو گھر سے ہی درس دینا شروع کیا۔ آپؒ کے گھر جب کوئی گروہ آتا تو اپنی خادمہ سے کہتے کہ ان سے پوچھو حدیث سیکھنے آئے ہیں یا فتویٰ پوچھنے۔ اگر کہا جاتا کہ فتویٰ پوچھنے آئے ہیں تو باہر جاکر تسلی سے ان کو فتویٰ بتاتے۔ اور اگر کہا جاتا کہ حدیث سیکھنے آئے ہیں تو کہتے کہ ان کو بٹھاؤ۔ پھر جاکر وضو یا غسل کرکے، اچھے کپڑے پہن کر، خوشبو لگا کر پھر حدیث پڑھانے آتے۔

امام مالکؒ کی فتویٰ دینے میں احتیاط

حضرت امام مالکؒ سے بے شمار لوگ اور بڑی دور دور سے آئے ہوئے لوگ فتویٰ پوچھتے تھے۔ مگر امام مالکؒ فتویٰ دینے میں انتہائی احتیاط برتتے تھے۔ آجکل کے علماء کی طرح فوراً ہی فتویٰ دینا شروع نہیں کردیتے تھے بلکہ سوچ سمجھ کر تسلی سے غور کرنے کے بعد دیتے تھے۔ بلکہ کئی مرتبہ یہانتک کہہ دیتے تھے کہ ''لا أدری'' یعنی میں نہیں جانتا۔خواہ فتویٰ مانگنے والا کتنی دور سے ہی آیا ہو۔ ''عبدالرحمان بن مہدی نے کہا کہ ایک آدمی نے امام مالکؒ سے ایک مسئلہ پوچھا اور ذکر کیا کہ وہ یہ دریافت کرنے کے لئے ملک مغرب سے چھ مہینے کی مسافت سے بھیجا گیا ہے۔ فرمایا: ''جس نے بھیجا ہے اس سے جاکر کہہ دو کہ مجھے اس کے متعلق علم نہیں ہے'' اس شخص نے کہا اور کون جانتا ہے؟ فرمایا: ''جس کو اللہ نے علم دیا ہو۔''

(امام مالک کے سوانح حیات صفحہ 71)

اسی طرح ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا اور اس کے لئے اسے اہلِ مغرب نے بھیجا تھا۔ آپ نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ یہ مسئلہ ہمارے شہر میں کبھی پیش نہیں آیا نہ اپنے اساتذہ کو اس سلسلہ میں کچھ کہتے ہوئے ہم نے سنا۔ اس لئے آپ واپس جائے۔ جب دوسری صبح ہوئی تو وہ شخص آیا اور اپنا سامان خچر لادے ہوئے کھینچ رہا تھا۔ امام مالکؒ نے فرمایا تم نے مجھ سے دریافت کیا اور مجھے وہ مسئلہ معلوم نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا اے ابوعبداللہ (امام مالک) مجھے تو آدمیوں نے کہا ہے روئے زمین پر آپؒ سے بڑا عالم نہیں ہے۔ امام مالک نے بغیر ہچکچاہٹ جواب دیا ''میں بہت اچھا نہیں ہوں''

(امام مالک کے سوانح حیات صفحہ 71)

رسول اللہؐ کی حدیث مدینہ کے عالم کے متعلق

اس ضمن میں یعنی یہ کہ لوگوں میں مشہور ہوگیا تھا کہ آپؒ سے بڑا کوئی عالم نہیں کے متعلق ایک حدیثِ نبویؐ جو کہ آپؐ کی ایک پیشگوئی ہے اس کا ذکر کرنا ضروری ہوگا کیونکہ اس کو امت کے بعض بزرگان نے، جن میں حضرت امام ترمذیؒ، حضرت امام ابن حجر العسقلانیؒ اور حضرت امام جلال الدین السیوطیؒ وغیرہ شامل ہیں، حضرت امام مالکؒ پر چسپاں کیا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت اقدس خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ

''يُوْشِكُ أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ، أَكْبَادَ الإِبِلِ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُوْنَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ''

(جامع الترمذی کتاب العلم باب ما جاء فی عالم المدینة)

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عنقریب لوگ علم کی تلاش میں (زیادہ) سفر کرکے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے لیکن وہ کسی کو بھی مدینہ کے عالم سے زیادہ عالم نہیں پائیں گے۔

امام الترمذی اسی حدیث کے آگے لکھتے ہیں کہ ابن عیینہ اور عبد الرزاق سے جب پوچھا گیا کہ وہ عالم کون ہے تو انہوں نے کہا کہ مالک بن انس۔

امام مالکؒ کے فتاویٰ صرف واقعی اور حقیقی مسائل پر ہوتے تھے

حضرت امام مالک فتاویٰ صرف حقیقی اور واقعی باتوں پر دیا کرتے تھے اور فرضی اور بناوٹی مسائل پر فتویٰ دینے سے منع کرتے تھے۔ اپنی درس گاہ میں بھی طلباء کے انہی سوالات کے جوابات دیتے جو واقعی واقع ہوں۔ وہ باتیں فرض نہیں کرتے تھے اور اپنے طلباء کو بھی یہی سکھاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ سے کسی نے فرضی مسئلہ پر سوال کیا۔ آپ نے کہا وہی بات پوچھو جو ہوتی ہے اور جو نہیں ہوتی اسے چھوڑ دو۔ دوسرے شخص نے پھر ایسا ہی سوال کیا۔ آپ نے جواب نہیں دیا۔ اس نے کہا آپ جواب کیوں نہیں دیتے؟ آپؒ نے فرمایا ''اگر تم ایسی بات دریافت کرتے جس سے فائدہ ہوتا تو میں جواب دیتا۔''

(امام مالک کے سوانح حیات صفحہ 70)

امام مالکؒ فتویٰ دیتے ہوئے کیا کہتے تھے

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ امام مالکؒ فتویٰ دینے میں بڑی احتیاط کرتے تھے۔حضرت امام ابن حجر العسقلانیؒ اپنی کتاب میں حضرت امام مالک کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔فرمایا کہ ''میں تو ایک انسان ہوں جو غلطیاں کرتا ہے۔ پس میری رائے پر غور وفکر کرو۔ اگر وہ سنت کے موافق ہو تو اسے اپنالو۔'' (تہذیب التہذیب زیر اسم مالک بن انس) جب بھی آپؒ فتویٰ دینے لگتے تو اس سے پہلے یہ آیت قرآنی پڑھتے ''اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ'' (الجاثیہ: 33) یعنی ہم ایک ظن سے بڑھ کر گمان نہیں کرتے اور ہم ہرگز یقین لانے والے نہیں۔ اس آیت کو پڑھنے کا یہ مقصد ہوتا تھا کہ کہیں لوگ آپؒ کے فتاویٰ کو وہ مرتبہ نہ دے دیں جو قرآن وحدیث کا ہے یا کہیں آپ کی بات کو شرعی فیصلہ نہ مان لیں۔ اسی لئے جب آپؒ سے خلیفہ ہارون رشید نے کہا کہ آپؒ کی کتاب المؤطا کو خانہ کعبہ میں لٹکا دیا جائے اور اس سے استنباط کرنا لازمی قرار دیا جائے تو آپؒ نے یہ کہتے ہوئے منع کر دیا کہ صحابہ کرام کی بھی مختلف آراء تھیں۔

المؤطا امام مالکؒ

حضرت امام مالکؒ کی کتاب المؤطا کے متعلق آتا ہے کہ یہ فنِ حدیث وفقہ میں پہلی کتاب مدون کی گئی تھی۔حضرت امام الشافعیؒ کا قول ہے کہ ''کتاب اللہ کے بعد روئے زمین پر اس سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں۔'' (مقدمہ المؤطا امام مالکؒ مترجم علامہ عبد الحکیم) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ المؤطا کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''یہ کتاب بہت بلند پایہ ہے بلکہ بعض نے اسے بخاری کے برابر قرار دیا ہے مگر چونکہ اس کے بیشتر حصہ اسلوب فقہ کے طریق پر ہے اس لئے حدیث کی کتاب کے طور پر صحاح میں شمار نہیں کیا گیا ورنہ اپنے مرتبہ کے لحاظ سے وہ کسی مجموعہ حدیث سے کم نہیں۔''

(سیرت خاتم النبیین صفحہ 31-32)

جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ فتاویٰ دینے میں بڑی احتیاط کرتے تھے اور بڑے غور وفکر کے بعد فتویٰ دیتے تھے۔ لکھا ہے کہ ابن قاسم نے اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ میں نے امام مالکؒ کو سنا فرماتے تھے کہ ''میں ایک مسئلہ میں تقریباً دس سال سے سوچ رہا ہوں اور ابھی تک اس میں رائے قائم نہیں کرسکا ہوں۔'' اور کہا کرتے تھے کہ اکثر مجھے ایسے مسائل پیش آجاتے ہیں کہ میں ایک سال کی راتیں ان کے سوچ میں گزار دیتا ہوں۔'' (امام مالک کے سوانح حیات صفحہ 105) ابن حکم کہتے ہیں کہ امام مالکؒ سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو سائل سے کہتے ''آپ جایئے میں غور کرلوں۔'' وہ چلا جاتا۔ آپؒ اس میں فکرمند رہتے۔ ہم نے اس سلسلہ میں آپ سے پوچھا تو آپؒ روئے اور کہا ''میں ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن مجھ سے سوال کیا جائے''۔ اور کہتے تھے ''جو شخص پسند کرتا ہے کہ کسی مسئلہ کا جواب دے تو وہ خود کو جنت یا دوزخ کے لئے پیش کرتا ہے اور آخرت میں کیسے اس کی گلوخلاصی ہوگی۔''

(امام مالک کے سوانح حیات صفحہ 105)

حضرت امام مالکؒ کسی بھی مسئلہ کو معمولی اور آسان نہیں سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ کسی سائل نے کوئی مسئلہ دریافت کرتے ہوئے کہہ دیا کہ یہ معمولی مسئلہ ہے۔ اس پر امام مالکؒ غصہ ہو گئے اور کہا ’’آسان اور معمولی مسئلہ ہے! علم میں کوئی چیز معمولی نہیں ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا۔ ’’ہم عنقریب تم پر ثقیل قول اتاریں گے۔‘‘ تو علم تمام ثقیل ہے۔ اور خاص طور پر وہ جس کی قیامت کے دن باز پرس ہو گی۔‘‘

(امام مالک کے سوانح حیات صفحہ 105)

حضرت امام مالکؒ کو سزا

جیسا کہ اولیاء کرام اور بزرگانِ دین کے مخالفین بھی ہوتے ہیں، امام مالکؒ سے بھی دشمنی کرنے والے موجود تھے۔ امام مالکؒ نے دو حکومتیں دیکھیں۔ ایک اموی حکومت اور دوسری عباسی حکومت۔ دورِ عباسی میں عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے دور میں امام مالکؒ نے ایک فتویٰ دیا۔ امام مالکؒ ایک حدیث بیان کرتے تھے کہ ’’اگر جبراً طلاق کسی سے دلائی جائے تو واقع نہ ہوگی۔‘‘ فتنہ پرور لوگوں نے اس حدیث کی آڑ میں یہ پھیلانا شروع کر دیا کہ امام مالکؒ خلیفہ ابوجعفر منصور کی بیعت سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ اس پر آپؒ کو منع کیا گیا کہ یہ حدیث مت سنایا کریں۔ مگر امام مالکؒ نے پھر بھی یہ حدیث سنائی تو مدینہ کے حاکم نے امام مالک کو سخت سزا دی۔ اس کے متعلق مولانا دوست محمد شاہد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ’’جعفر نے مدینہ پہنچ کر نئے سرے سے لوگوں سے بیعت لی۔ امام مالک کو کہلا بھیجا کہ آئندہ طلاق جبری کے عدم اعتبار کا فتویٰ نہ دیں کہ لوگوں کو بیعت جبری کی بے اعتباری وعدمِ صحت کے لئے سند ہاتھ آئے۔ امام سے ترکِ حق کی توقع کس قدر بے جا خواہش تھی۔ امام صاحب بدستور معاملہ جبری کے عدمِ صحت کا فتویٰ دیتے رہے۔ سلیمان نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ اُن کو ستر کوڑے مارے جائیں۔ امام دار الہجرت کو محکمہ امارت میں گنہگاروں کی طرح لایا گیا۔ کپڑے اتارے گئے اور شاہانہ امامت پر دستِ ظلم نے ستر کوڑے پورے کیے۔ تمام پیٹھ خون آلود ہوگئی۔ دو ہاتھ مونڈھے سے اتر گئے۔ اس پر بھی تسلی نہ ہوئی تو حکم دیا کہ اونٹ پر بٹھا کر شہر میں انکی تشہیر کی جائے۔ امام صاحب بایں حال زار بازاروں اور گلیوں سے گزر رہے تھے اور زبانِ صداقت نشان آوازِ بلند کہہ رہی تھی ’’جو مجھ کو جانتا ہے وہ جانتا ہے جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں مالک بن انس ہوں فتویٰ دیتا ہوں کہ طلاقِ جبری درست نہیں۔‘‘ اس کے بعد اسی طرح خون آلود کپڑوں کے ساتھ مسجدِ نبویؐ میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔‘‘ یہ واقعہ 147 ہجری کا ہے۔

(مقربانِ الٰہی کی سرخروئی صفحہ 16-17)

امام مالکؒ کے متعلق خوابیں

حضرت امام مالک کے متعلق بعض لوگوں نے خوابیں بھی دیکھیں تھیں۔ اسماعیل بن مزاحم المروزی کہتے ہیں کہ ’’رأیت کأن النبی فی المنام، فقلت: یا رسول اللّٰہ من نسأل بعدك؟ قال: مالك بن أنس‘‘ (تزیین الممالک صفحہ 26، از امام السیوطی) یعنی اسماعیل بن مزاحم کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبیؐ کو دیکھا تو میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ہم آپ کے بعد کس سے (فتوے) پوچھا کریں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ مالک بن انس سے۔

مطرف جو امام مالک کے شاگرد تھے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ مسجد میں بیٹھے تھے اور لوگ آپؐ کے گرد بیٹھے تھے۔ امام مالک آپؐ کے سامنے کھڑے تھے اور رسول اللہؐ کے آگے مشک رکھی ہوئی تھی۔ آنحضرتؐ اس میں سے مٹھی بھر مشک امام مالک کو دیتے جاتے تھے اور امام مالک اسے آگے لوگوں پر چھڑکتے جاتے تھے۔ مطرف کہتے ہیں کہ میں نے مشک کی تعبیر علم اور اتباعِ سنت کی۔ (تزیین الممالک صفحہ 26)

امام سیوطیؒ امام مالکؒ کا ایک قول نقل کرتے ہیں کہ ’’ما بت لیلۃ إلا و رأیت فیھا النبیؐ‘‘ (تزیین الممالک صفحہ 33) یعنی کوئی ایسی رات نہیں گزری جس میں میں نے رسول اللہؐ کو نہ دیکھا ہو۔

حضرت امام مالکؒ کا حلیہ

حضرت امام مالکؒ کے حلیہ کے متعلق آتا ہے کہ آپ کا رنگ سفید مائل بہ سرخی، قد لمبا، سر بڑا، آنکھیں روشن اور بڑی بڑی، داڑھی دراز تھی۔ لباس زیادہ تر سفید ہوتا تھا۔ عمدہ خوشبو اور عطر لگاتے تھے۔

(سیرت امام مالک صفحہ 148)

امام مالکؒ کی انگوٹھی

امام مالکؒ کی ایک انگوٹھی تھی جس میں سیاہ نگینہ ’’حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل‘‘ کندہ تھا۔

امام مالکؒ کی عبادت

حضرت امام مالکؒ کا یہ طریق تھا کہ مہینہ کی پہلی رات ساری رات عبادت کرتے تھے۔ امام مالکؒ کی بیٹی فاطمہ کہتی ہیں کہ جمعہ کی ساری رات عبادت میں گزارتے تھے۔ ابن وہب کہتے ہیں، امام مالک کی بہن سے پوچھا گیا کہ گھر کے اندر امام مالک کی مشغولیت کیا تھی؟ تو جواب دیا ’’المصحف والتلاوۃ‘‘ اسی طرح مغیرہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رات میں امام صاحبؒ کے پاس سے گزر رہا تھا وہ الحمد للّٰہ کے بعد سورۃ ’’اَلۡہٰکُمُ التَّکَاثُرُ‘‘ پڑھ رہے تھے۔ میں ٹھہر گیا۔ امام صاحبؒ جب ’’لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ‘‘ پر پہنچے تو دیر تک روتے رہے اور یہی آیت دہراتے رہے اور صبح تک اسی حال میں رہے۔ امام مالکؒ رات کو نماز پڑھتے ہوئے اپنے رومال کو تہہ کر کے سجدہ کی جگہ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ’’میں ایسا اس لئے کرتا ہوں کہ میری پیشانی پر سجدے کا نشان نہ پڑے جس کو دیکھ کر لوگ سمجھیں کہ میں قیام لیل کرتا ہوں‘‘۔ (سیرت امام مالک صفحہ 149-150)

امام مالکؒ کی وفات

حضرت امام مالکؒ کی وفات 179 ہجری میں ربیع الاول کے مہینہ میں ہوئی۔ وفات کے وقت آپؒ کی عمر 86 سال تھی۔

امام مالکؒ کے متعلق بزرگانِ امت کے اقوال

حضرت امام مالکؒ کے بے شمار طلباء تھے۔ حضرت امام الشافعیؒ بھی انہی میں سے تھے۔ امام شافعیؒ امام مالکؒ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ’’مالک تو ستارہ ہے‘‘ (تزیین الممالک صفحہ 31)

امام نسائیؒ کہتے ہیں کہ ’’میرے نزدیک تابعین کے بعد امام مالکؒ سے زیادہ دانش مند اور ان سے بزرگ اور ان سے زیادہ ثقہ کوئی نہیں۔‘‘ (سیرت امام مالک صفحہ 84)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کہتے ہیں کہ ’’امام مالکؒ اُن لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں سب سے زیادہ پختہ و ضابط تھے اور اسناد میں سب سے زیادہ ثقہ تھے۔‘‘ (سیرت امام مالک صفحہ 84)

تصانیف امام مالکؒ

حضرت امام مالکؒ کی بہت سی تصانیف کا ذکر آتا ہے جن میں سے سب سے زیادہ مشہور المؤطا ہے جو حدیث و فقہ کی کتاب ہے۔ اس کے علاوہ آپؒ کی بعض تصانیف کے نام اس طرح سے ہیں:

المناسك، تفسير، المجالسات عن مالك، رسالته في الاقضيه وغيره۔

(تزیین الممالک صفحہ 83)

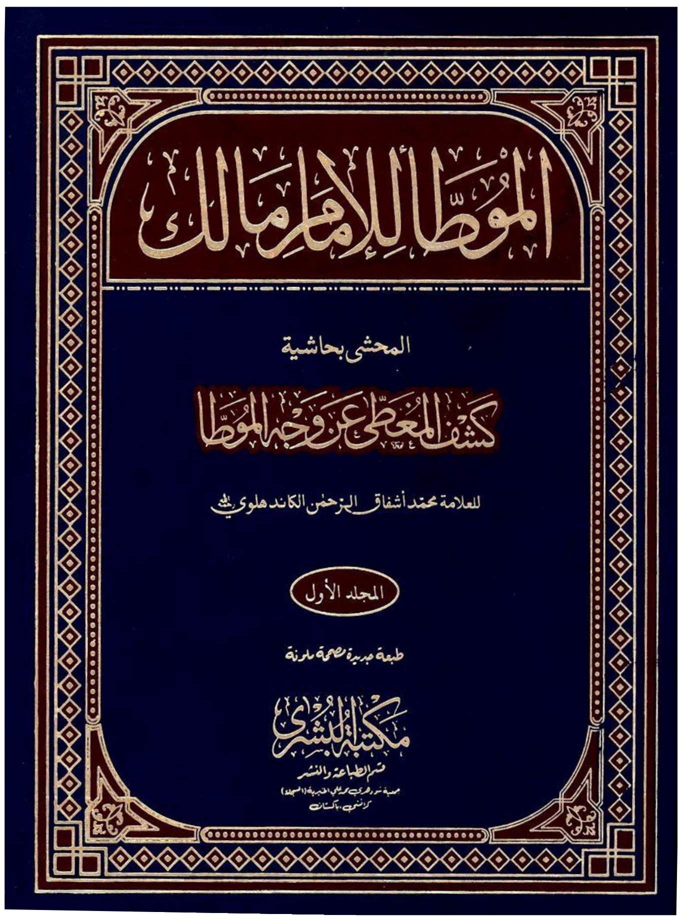

ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید نے امام مالکؒ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں آپ سے المؤطا سیکھوں۔ امام مالکؒ نے کہا کہ ٹھیک ہے امیر المؤمنین۔ پھر پوچھا کہ کب؟ تو امام مالکؒ نے کہا کہ کل۔ اگلے دن امام مالکؒ اپنے گھر میں خلیفہ ہارون رشید کا انتظار کر رہے تھے اور خلیفہ ہارون رشید اپنے محل میں امام مالکؒ کا انتظار کر رہے تھے۔ جب تاخیر ہوئی تو ہارون نے کسی کو بھجوا کر امام مالکؒ کو بلوایا اور کہا کہ ’’اے ابوعبد اللہ! میں تو آج آپ کا انتظار کرتا رہا‘‘۔ اس پر امام مالکؒ نے کہا کہ ’’اے امیر المؤمنین! میں بھی آج آپ کا انتظار کرتا رہا‘‘۔ پھر امام مالکؒ نے خلیفہ ہارون رشید کو کہا کہ ’’إن العلم یؤتیٰ ولا یأتی، وإن ابن عمك ھو الذی جاء بالعلم فإن رفعتموہ ارتفع، وإن وضعتموہ اتضع۔‘‘ (تزیین الممالک صفحہ 92-93) یعنی علم عطا کیا جاتا ہے آتا نہیں۔ اور آپ کے چچا زاد صلی اللہ علیہ وسلم علم لائے ہیں۔ پس اگر تم اسے عزت دو گے تو وہ رفعت حاصل کرے گا اور اگر اسے نیچے چھوڑ دو گے (عزت نہیں دو گے) تو نیچے گر جائے گا۔

مبشرہ شکور۔لندن

ماہِ رمضان کے فضائل اور برکات

رمضان المبارک انسان کے لئے روحانی بہار کا مہینہ ہے یعنی روحانی کائنات کا موسم بہار ماہ رمضان ہے۔ کتنے ہی خوش قسمت ہیں ہم جن کی زندگیوں میں ایک مرتبہ پھر اس روحانی بہار کی آمد ہوئی۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ؐ نے ایک موقعہ پر اس ماہ مبارک کی آمد کی خبر یوں دی کہ :

’’سنوسنو تمہارے پاس رمضان کا مہینہ چلا آتا ہے۔ یہ مہینہ مبارک مہینہ ہے جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کر دیے ہیں اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور اس میں ایک رات ایسی مبارک ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے جو اس کی برکات سے محروم رہا تو سمجھو کہ وہ نامراد رہا۔‘‘

(نسائی کتاب الصوم)

رمضان ایسا پیار امہینہ ہے جس کے استقبال کے لئے آسمان پر بھی تیاریاں ہوتی ہیں اور جنت سجائی جاتی ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ :

’’ماہ رمضان کے استقبال کے لئے یقیناً سارا سال جنت سجائی جاتی ہے۔اور جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ یا اللہ اس مہینے میں اپنے بندوں کو میرے لئے خاص کر دے۔‘‘

(بیہقی شعب الایمان)

اسی لئے آپؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

’’رمضان کا خاص خیال رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جو بڑی برکت والا اور بلند شان والا ہے۔ اس نے تمہارے لئے گیارہ ماہ چھوڑ دیئے ہیں جن میں تم کھاتے ہو اور پیتے ہو اور ہر قسم کی لذات حاصل کرتے ہو مگر اس نے اپنے لئے ایک مہینہ کو خاص کر لیا ہے‘‘

(مجمع الزوائد)

رمضان المبارک کو ’’سَیِّدُ الشُّھُور‘‘ یعنی تمام مہینوں کا سردار بھی کہا گیا ہے۔ یہ مہینہ بے شمار برکات کا مہینہ ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’غرض رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے اور جس شخص کے دل میں اسلام اور ایمان کی قدر ہوتی ہے وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور اپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کتنی ہی صدیاں ہمارے اور محمد رسول اللہؐ کے درمیان گزر جائیں، کتنے ہی سال ہمیں اور ان کو آپس میں جدا کرتے چلے جائیں، کتنے ہی دنوں کا فاصلہ ہم میں اور ان میں حائل ہوتا چلا جائے۔ لیکن جس وقت رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان صدیوں اور سالوں کو اس مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کر کے رکھ دیا ہے اور ہم محمد رسول اللہؐ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہؐ کے ہی قریب نہیں چونکہ قرآن خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس لئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام فاصلہ کو رمضان نے سمیٹ سماٹ کر ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب پہنچا دیا ہے۔ اور وہ بُعد جو ایک انسان کو خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے، وہ بُعد جو ایک مخلوق کو اپنے خالق سے ہوتا ہے، وہ بُعد جو ایک کمزور اور نالائق ہستی کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا سے ہوتا ہے وہ یوں سمٹ جاتا ہے، وہ یوں غائب ہو جاتا ہے جیسے سورج کی کرنوں سے رات کا اندھیرا۔ یہی وہ حالت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:(وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ)۔ جب رمضان کا مہینہ آئے اور میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں کہ مَیں انہیں کس طرح مل سکتا ہوں تو تُو انہیں کہہ دے کہ رمضان اور خدا میں کوئی فرق نہیں۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں خدا اپنے بندوں کے لئے ظاہر ہوا اور اس نے چاہا کہ پھر اپنے بندوں کو اپنے پاس کھینچ کر لے آئے۔ اس کلام کے ذریعہ جو حبل اللہ ہے، جو خدا کا وہ رسّہ ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا مخلوق کے ہاتھ میں۔ اب یہ بندوں کا کام ہے کہ وہ اس رسّہ پر چڑھ کر خدا تک پہنچ جائیں۔‘‘

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ سورۃ البقرہ زیر آیت 186)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کے ان ایام سے متعلق فرماتے ہیں:۔

’’میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے نزول کے دن ہیں۔‘‘

(الحکم 24جنوری 1901ءصفحہ 5)

رمضان میں آنحضورؐ کی عبادت

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ :

’’رمضان میں تو آپؐ کمر ہمت کس لیتے تھے اور پوری کوشش اور محنت فرماتے تھے۔‘‘

آنحضورؐ کی اس عبادت کی کیفیت کا بھی ذکر ملتا ہے کہ راتوں کو عبادت کرتے ہوئے آپؐ کا سینہ خدا کے حضور گریاں و بریاں ہوتا۔ دل ابل ابل جاتا اور سینہ میں یوں گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی جیسے ہنڈیا کے ابلنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔‘‘ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہؓ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ آنحضورؐ رمضان المبارک میں رات کو کیسے عبادت فرماتے تھے۔ فرمایا، حضورؐ رمضان میں اور رمضان کے علاوہ ایام میں بھی گیارہ رکعتوں سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ آپؐ چار رکعات ادا فرماتے۔ ’’وَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ‘‘ اور تم ان رکعتوں کے حسن اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھو (یعنی میرے پاس الفاظ نہیں کہ حضورؐ کی اس لمبی نماز کی خوبصورتی بیان کروں)۔ پھر اس کے بعد ایسی ہی لمبی اور خوبصورت چار رکعات اور ادا فرماتے اور پھر تین وتر آخر میں پڑھتے تھے۔ (یعنی کل گیارہ رکعات)۔

(بخاری کتاب الصوم، باب فضل من قام رمضان)

لقاءِ الٰہی رمضان کا سب سے اعلیٰ پھل

روزہ رکھنے والے کو روزہ کی جزاء میں خدا ملتا ہے۔ لقاء الٰہی اور دیدار الٰہی نصیب ہوتا ہے۔حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

’’تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے اور روزہ کی عبادت تو خاص طور پر میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء دوں گا یا میں خود اس کا بدلہ ہوں۔‘‘

(ترمذی۔ابواب الصوم)

اسی طرح آپؐ نے فرمایا کہ:

’’روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ملتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت ہوگی جب وہ روزہ کی وجہ سے اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔‘‘

(بخاری کتاب الصوم)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے رمضان المبارک کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’جو رمضان کا سب سے بلند مقصد اور سب سے اعلیٰ پھل ہے وہ یہ ہے کہ اللہ مل جاتا ہے۔ چنانچہ ۔۔۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ) آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اے رسول! یعنی رسول کا نام تو نہیں مگر مخاطب آنحضورؐ ہی ہیں۔ (وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ) جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں، (عَنِّیْ) میرے بارے میں،(فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ) تو میں قریب ہوں۔ اس دعا میں جس کی طرف اشارہ ہے یہاں دنیا کی ضرورتیں پوری کرنے کا کوئی حوالہ نہیں۔ (وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ) یعنی جب میرے بندے مجھے ڈھونڈتے پھریں، مجھے چاہتے ہوں اور تجھ سے پوچھیں کیسے ہم اپنے رب کو پالیں تو اس وقت یہ نہیں فرمایا فَقُلْ اِنِّیْ قَرِیْبٌ تو ان سے کہہ دے اِنّ اللّٰہَ قَرِیْبٌ۔ کہ اللہ قریب ہے یا میں قریب ہوں۔ فوری جواب ہے (فَاِنِّیْ قَرِیْب)۔قریب والا بعض دفعہ دوسرے کا حوالہ بھی نہیں دیتا، کسی دوسرے کو یہ نہیں بتائے گا کہ اس کو بتادو کہ میں قریب ہوں۔تو اس میں سوال کرنے والے کی نیت کے خلوص کا ذکر ہے۔ اگر واقعۃً کوئی اللہ کو چاہتا ہے تو اے رسولؐ جب بھی وہ تجھ سے پوچھے گا میں اس کو سن رہا ہونگا۔ مجھے بتانے کے لئے اس وقت تیرے حوالے کی ضرورت نہیں۔ (اِنِّیْ قَرِیْبٌ) میں تو ساتھ کھڑا ہوں، رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ لیکن (اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ)۔ میں پکارنے والے کی دعوت کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔ یعنی میرا شوق رکھتا ہو، دنیا طلبی کی خاطر نہ میں یاد آؤں۔ یہ عجیب منظر ایک کھینچا گیا ہے (اِذَا دَعَان)۔جس کا رمضان میں آپ کو زیادہ دیکھنے کا موقع ملے گا، بہت ہی دل کش منظر ہے۔ کئی لوگ ہیں جنہوں نے زندگیاں وقف کر دیں، جنگلوں میں ڈھونڈتے پھرے، اللہ اللہ پکارتے پھرے اور پھر بھی ان کو اللہ نہیں ملا۔ کئی لوگ ہیں جو بعض دفعہ بے اختیار ہو کر اللہ کہتے ہیں تو اللہ ان کو مل جاتا ہے۔ اس مضمون کا فرق کیا ہے۔ یہ فرق اب یہاں بیان کیا جائے گا۔ (فَلْیَسْتَجِیْبُوْالِیْ) ان پکارنے والوں کا فرض ہے کہ میری بات بھی تو مانا کریں۔ مجھے اس طرح نہ پکاریں جیسے نوکروں کو پکارا جاتا ہے۔ جب ضرورت پیش آئے آواز دو وہ کہے گا حاضر سائیں!۔ ایسے بندے جو میری باتوں کی طرف دھیان دیتے ہیں جو میری باتوں کے اوپر عمل کرتے ہیں وہ پہلے میرے بندے بنتے ہیں پھر جب وہ پکاریں گے تو ان کو جنگلوں میں جانے کی ضرورت نہیں رہتی جہاں بھی پکاریں گے (اِنِّیْ قَرِیْبٌ) میں ان کے پاس ہونگا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26دسمبر 1997ء)

روزہ ملائکہ کی دعاؤں اور استغفار کے حصول کا ذریعہ

1: حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

’’جب کوئی رمضان کے پہلے دن روزہ رکھتا ہے تو اس کے پہلے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر روز ماہ رمضان میں ہوتا ہے اور ہر روز اس کے لئے ستّر ہزار فرشتے اس کی بخشش کی دعائیں صبح کی نماز سے لے کر ان کے پردوں میں چھپنے تک کرتے ہیں۔‘‘

(کنزالعمال۔ کتاب الصوم)

2: ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ:

’’فرشتے روزہ دار کے لئے دن رات استغفار کرتے ہیں۔‘‘

(مجمع الزوائد)

گناہ سے پاک ہونے کا بہترین موقع

3: حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

’’جو شخص رمضان کے مہینے میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص سے عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا۔‘‘

(نسائی، کتاب الصوم)

روزہ جنت کے حصول کا ذریعہ

ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا:

’’یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔‘‘

اسی طرح آپ ﷺ فرماتے ہیں:

’’رمضان المبارک کی پہلی رات کو اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندے کے لئے تیار ہو جا اور خوب بن سنور جا۔ ممکن ہے جو دنیا سے تھک گیا ہو وہ میرے گھر اور میرے پاس آنا چاہے۔‘‘

(مجمع الزوائد)

4: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

’’اگر بندہ ایک دن کا روزہ اپنی خوشی اور رضاء و رغبت سے رکھے پھر اسے زمین کے برابر سونا دیا جائے تو وہ حساب کے دن اس کے ثواب کے برابر نہیں ہوگا۔‘‘

(الترغیب والترھیب)

5: حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس کے ذریعہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ تو آپؐ نے فرمایا: ’’روزہ کو لازم پکڑ لو کیونکہ یہ وہ عمل ہے جس کا کوئی مثل اور بدل نہیں۔‘‘

(الترغیب و الترھیب، نسائی۔ کتاب الصوم)

روزہ آگ سے بچاؤ کا ذریعہ

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ:

’’جو بندہ خدا کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے سے آگ دور کر دیتا ہے۔‘‘

(صحیح مسلم و ابن ماجہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ خدا کی خاطر ایک دن کا روزہ رکھنے والے سے جہنم سو سال دور کر دی جاتی ہے۔

(نسائی۔ کتاب الصوم)

ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا: ’’روزہ آگ سے بچانے کے لئے ایک ڈھال ہے۔‘‘

(ترمذی، ابواب الصوم)

عبادتوں کے گُر سکھانے والا مہینہ

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے رمضان المبارک کو عبادت کے لحاظ سے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا: جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالت ایمان میں اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے رات کو اٹھ کر عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا۔‘‘

(سنن نسائی کتاب الصیام، باب ثواب من قام رمضان و صامہ ایمانا و احتسابا)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’پس رمضان مبارک نے آپ کو عبادت کے گُر سکھا دئے ہیں۔ اگر آپ نے خود نہیں سیکھے تو سیکھنے والوں کو دیکھا ضرور ہے۔ کوئی مسلمان گھر شاذ ہی ایسا ہو جہاں کوئی بھی عبادت نہ کی جا رہی ہو رمضان میں، جہاں کوئی بھی روزہ رکھنے والا نہ ہو۔ اگر ایسا ہے تو وہ بعید نہیں کہ آج اس جمعۃ الوداع میں بھی حاضر نہ ہوئے ہوں۔ اس لئے ان تک نہ تو میری آواز پہنچے گی نہ وہ میرے مخاطب ہیں۔ میں ان سے بات کر رہا ہوں جن کے سینے میں کچھ ایمان کی رمق ضرور ہے اور خدا تعالیٰ نے ایمان کی اس رمق کو ہمیشہ پیار کی نظر سے دیکھا ہے۔ ایک چنگاری تو روشن ہے، ایک امید تو ہے۔ پس میں ان سے مخاطب ہوں جن کے سینے میں یہ امید کی چنگاری روشن ہے۔ ابھی تک اگر راکھ تلے دب بھی گئی ہے تو اندر یہ کوئلہ ابھی جل رہا ہے اور زندہ ہے۔

پس اس پہلو سے آپ کو میں متوجہ کرتا ہوں کہ رمضان کی یہ برکتیں جو لوگوں نے جو دن کو عبادت کرتے تھے راتوں کو نہیں اٹھا کرتے تھے ان برکتوں نے انہیں راتوں کو اٹھنا بھی سکھا دیا۔ انہیں خدا کے حضور وہ اطاعت اور فرمانبرداری کی توفیق بخشی جو عام دنوں میں نصیب نہیں تھی۔ رمضان نے گناہوں سے بچنے کی ایک بہت بڑی توفیق عطا فرمائی جو وقت کے لحاظ سے مشروط ہی سہی مگر توفیق ضرور ملی۔ وہ لوگ جو اپنی بد عادتوں کو چھوڑنے پر کسی طرح آمادہ نہیں ہوتے یا چھوڑنے کی طاقت نہیں رکھتے ایک محدود وقت کے لئے جو سحری سے لے کر افطار تک چلتا ہے مجبور ہوتے ہیں، ان باتوں سے رکے رہتے ہیں تو رمضان نے سہارا دیا ہے، رمضان نے آپ کو نیکی کے کاموں پہ چلنے کے لئے وہ سونٹا مہیا کر دیا جس کی ٹیک لگا کر آپ رفتہ رفتہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اسے چھوڑ نہ دیں بالکل۔ لولوں لنگڑوں کی طرح پھر وہیں نہ بیٹھ رہیں جہاں بیٹھتے ہوئے اپنی عمر ضائع کی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7فروری 1997ء)

رزق میں فراخی کا مہینہ

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ’’رمضان المبارک‘‘ کے ذکر میں فرمایا:

یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔

روزہ سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربے سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔‘‘

اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’پس رمضان کے مہینے میں کھانے میں زیادتی رمضان کا حق ادا نہیں کرتی بلکہ رفتہ رفتہ کھانے میں کمی رمضان کا حق ادا کرتی ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ شروع میں تو بھوک نہیں لگتی اس وقت میں اسلئے نسبتاً کم کھاتے ہیں اور جوں جوں رمضان آگے بڑھتا جاتا ہے وہ زیادہ کھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ آخری دنوں میں تو رمضان ان کو پتلا کرنے کی بجائے موٹا کر جاتا ہے۔ یہ جسم کی فربہی دراصل نفس کی فربہی بھی ہو سکتی ہے۔ اسلئے عام طور پر بھولے پن میں، لاعلمی میں لوگ ایسا کرتے ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ’’تزکیۂ نفس ہوتا ہے‘‘ جو کم کھانے سے زیادہ ہوتا ہے۔ پس جتنا آپ کم کھانے کی طرف متوجہ ہونگے اتنا ہی رمضان آپ کے لئے فائدہ بخش ہوگا۔ ’’اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں‘‘ یعنی خدا تعالیٰ کو انسان مختلف صورتوں اور صفات میں دکھائی دینے لگتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26جنوری 1996ء)

تہجد، رمضان کی اصل برکت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’رمضان خصوصیت کے ساتھ تہجد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یعنی تہجد کی نمازیں خصوصیت سے رمضان سے تعلق رکھتی ہیں اگرچہ دوسرے مہینوں میں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اور اس پہلو سے وہ سب جو روزے رکھتے ہیں ان کے لئے تہجد میں داخل ہونے کا ایک راستہ کھل جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اگر عام دنوں میں تہجد پڑھنے کی کوشش کی جائے تو ہو سکتا ہے بعض طبیعتوں پر گراں گزرے مگر رمضان میں جب اٹھنا ہی اٹھنا ہے تو روحانی غذا بھی کیوں انسان ساتھ شامل نہ کر لے۔ اس لئے اسے اپنا ایک دستور بنا لیں اور بچوں کو بھی ہمیشہ تاکید کریں کہ اگر وہ سحری کی خاطر اٹھتے ہیں تو ساتھ دو نفل بھی پڑھ لیا کریں اور اگر روزے رکھنے کی عمر کو پہنچ گئے ہیں پھر تو ان کو ضرور نوافل کی طرف متوجہ کرنا چاہئے۔ یہ درست نہیں کہ اٹھیں اور آنکھیں ملتے ہوئے سیدھا کھانے کی میز پر آ جائیں یہ رمضان کی روح کے منافی ہے۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اصل برکت تہجد کی نماز سے حاصل کی جاتی ہے۔

بقیہ صفحہ 12 پر

مبارز احمد ربّانی۔ یوکے

حضرت شیخ محمود احمد عرفانیؓ کا ایک نایاب خط

خاکسار اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب جماعت کی خدمت میں حضرت شیخ محمود احمد عرفانیؓ صاحب ابن حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب کا ایک نایاب اور غیر مطبوعہ خط پیش کرنے کی توفیق پا رہا ہے جو کہ آپؓ نے خاکسار کے پڑ نانا جان حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب ابن حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ صاحب کو 1925ء میں قاہرہ (مصر) سے تحریر کیا۔حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب خاکسار کے پڑ نانا جان حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب کے چچا زاد بھائی تھے۔

حضرت شیخ محمود احمد عرفانیؓ صاحب کو 1922ء کے آغاز میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مصر جانے کا حکم ہوا تا کہ آپؓ عربی زبان سیکھ کر تبلیغ کا کام احسن رنگ میں سرانجام دیں۔مصر میں آپؓ کا قیام 1926ء تک رہا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی جانب سے آپؓ کو جو ہدایات ملیں وہ تاریخ احمدیت جلد 4 کے صفحہ نمبر 286، 287 پر تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔جس میں آپؓ نے ان کو اوّل عربی زبان کو سیکھنے، تعلیم یافتہ لوگوں سے تعلق رکھنے، اپنے اچھے اخلاق دکھانے اور مصریوں کی خوبیاں سیکھنے کی طرف توجہ دلائی۔

اس خط کو پڑھنے سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت شیخ محمود احمد عرفانیؓ صاحب نے بعینہٖ انہیں ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کی جو خلیفۃ المسیح کی جانب سے آپؓ کو دی گئی تھیں۔حقیقت یہ ہے کہ ایک وقف انسان کی زندگی خلیفہ وقت کی اطاعت کے گرد ہی گھومتی ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اطاعت میں ہی برکت و کامیابی ہے۔اصل خط کے ساتھ قارئین کی خدمت میں آسانی کے لئے یہ خط دوبارہ تحریر کیا گیا ہے۔یہ خط خاکسار کے پاس خدا تعالیٰ کے فضل سے محفوظ ہے۔الحمدللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی معظمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ خبر معلوم کر کے ازحد خوشی اور مسرت ہوئی ہے، رشتہ قدیم نے پھر ایک دفعہ اپنی طبیعت کی طرف عود کیا اور سالوں کے بچھڑے ہوئے مل گئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔کوشش کی جائے کہ یہ گتھی اب ایسی سلجھے کہ پھر اس میں نقص نہ آئے۔خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔میں خیریت سے ہوں صحت اچھی ہے۔تعلیم بھی جاری ہے اور تبلیغ بھی۔اس وقت تک ہم ایک جماعت محض خدا کے فضل سے ہو گئے ہیں۔حمامۃ البشریٰ حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب یہاں میں نے طبع کروائی ہے اور بھی بعض کتب طبع کرانے کا عزم ہے۔

عام طور پر میں لوگوں میں خدا کے فضل سے ہر دلعزیز ہوں۔مصری، ترکی، ہندو لوگ میرے پاس آتے ہیں۔بعض بہت بڑے بڑے آدمی مجھ سے محبت کرتے ہیں۔چنانچہ پارلیمنٹ مصری کے تو بعض ممبروں سے مجھ کو ذاتی نیاز حاصل ہے مگر بعض وزراء کے سیکرٹریوں سے بھی ملاقات ہے۔خود ملک مصر کے دارالتراجم کے بعض آدمی میرے پاس آیا کرتے ہیں۔میں نے ان سب کے پاس مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔طلباء ازھر میں بھی میری خاص ہر دلعزیزی ہے۔کردی، عراقی، مصری، ہندی، شامی، جاوی، ترکی علاقوں کے طالبعلم باوجود میرے عقائد کے جاننے کے مجھ سے محبت کرتے ہیں۔

میرا قیام مصر میں غالباً ایک سال اور ہو گا۔اگرچہ یہ لمبا سفر بہت ہی دشوار معلوم ہو رہا ہے مگر تعلیم عربی اور خدمتِ سلسلہ نے مجھ کو مجبور کر دیا ہے کہ میں یہاں رہوں۔اب میں عربی عمدہ بول سکتا ہوں اور لکھ بھی لیتا ہوں۔اگر آپ کبھی کبھی اپنی صحت اور خاندان کی صحت کی خبر سے محظوظ کر دیا کریں تو نوازش ہوگی۔میری طرف سے اپنے بچہ کو پیار دیں اور بی بی صاحبہ یعنی اپنی والدہ صاحبہ مکرمہ کو میرا اسلام عرض کر دیں۔بابا جی (حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ صاحب) کو بھی سلام عرض کر دیں۔مسعود صاحب اگر جلسہ پر آئے ہوں تو سلام عرض کر دیں (حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب کے بھائی)۔محمد اسحاق صاحب کو سلام (حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب کے بھائی)۔یہاں پر آجکل سردی ہو رہی ہے۔موسم بہت عمدہ ہے۔یورپ تو قریباً اسی جگہ پڑا ہوا ہے اور بعض لوگ از حد مصیبت زدہ ہیں۔دعاؤں سے یاد رکھیں۔والسلام

شیخ محمود احمد احمدی جرنلسٹ شارع خلیج المصری، نمبر 0-6 قاہرہ

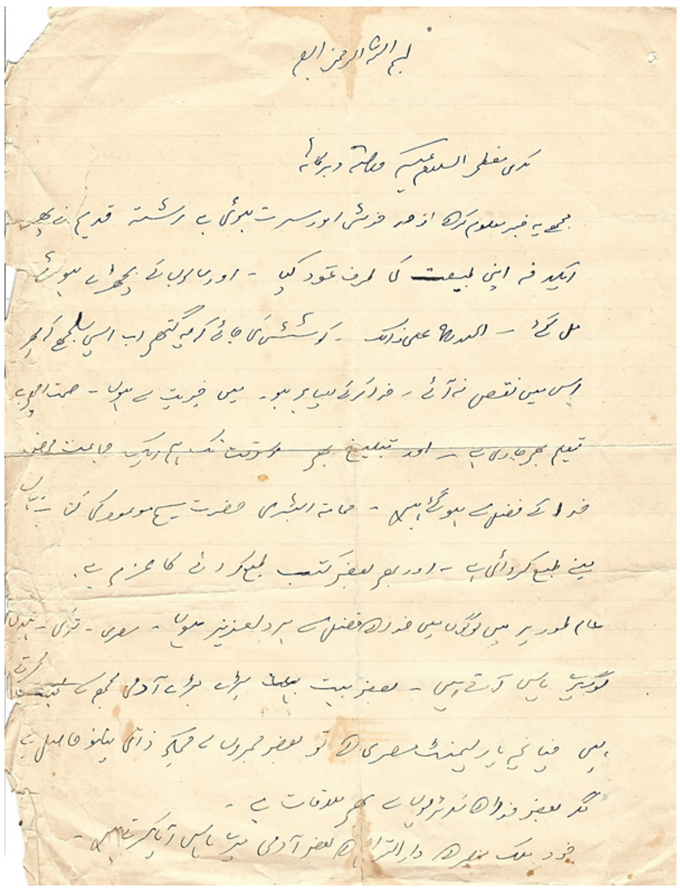

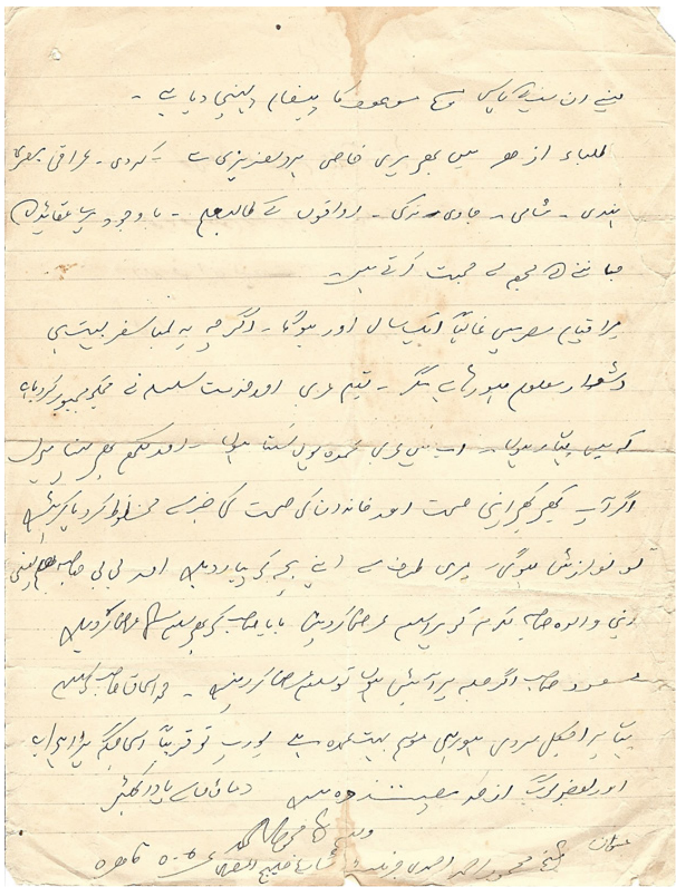

رپورٹ: طاہر احمد فرخ۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

ہیومینٹی فرسٹ سیرالیون کے تحت یتامیٰ میں راشن کی تقسیم

مکرم طاہر احمد فرخ صاحب مبلغ سلسلہ (ہیومینٹی فرسٹ سیرالیون کے ڈائریکٹر Orphan Care) تحریر کرتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ سیرالیون جہاں اسلام احمدیت کے پیغام کو ہر خاص و عام تک پہنچانے کے لیے کوشاں ہے، وہیں خدمتِ انسانیت کے کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق پا رہی ہے۔ہیومینٹی فرسٹ سیرالیون کا قیام 2001ء میں عمل میں آیا اور کئی بار طویل مدتی منصوبوں پر توجہ مرکوز کرنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے پیمانے پر مقامی آفات میں بھی خدمتِ انسانیت پیش کرنے میں کامیاب رہا ہے۔

سال 2014ء میں ایبولا وائرس کے بریک آوٹ کے سبب کئی بچے والدین یا سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ ایسے میں ہیومینٹی فرسٹ سیرالیون نے ہیومینٹی فرسٹ برطانیہ کے تعاون سے پچاس یتامیٰ کی دیکھ بھال کی ذمہ داری اٹھائی اور اب ہیومینٹی فرسٹ مڈل ایسٹ کے تعاون سے یہ کام باقاعدگی سے جاری ہے۔اس وقت ان بچوں کی تعداد 55 ہو گئی ہے۔ہیومینٹی فرسٹ ان بچوں کو خوراک، پانی، رہائش، لباس کے ساتھ ساتھ خصوصاً تعلیم اور تربیت فراہم کر رہی ہے۔ہیومینٹی فرسٹ نے ان میں WASSCE امتحانات میں کامیاب ہونے والے طلباء کی یونیورسٹی کی ضروریات میں بھی مدد کی تھی۔

چنانچہ مورخہ 12 مارچ 2022ء کو خاکسار کی نگرانی میں احمدیہ مسلم ہیڈ کوارٹر مکینی ریجن میں ایک پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔

پروگرام کی صدارت مولوی عبد اللہ یو تورے (لوکل مشنری مکینی ریجن) نے کی اور مولوی فواد ایس بنگورا صاحب نے ان کو

assist کیا۔تلاوت کے بعد صدرِ مجلس نے پروگرام کا تعارف کروایا اور اپنی تقریر میں ان طلباء کو تعلیم میں خصوصی توجہ کرنے اور اسلامیات (IRK) کے مضمون کی اہمیت اور اس کو اختیار کرنے کی طرف توجہ بھی دلائی۔جس کے بعد تمام بچوں کو فی کس پندرہ کلو چاول اور پینیٹھ ہزار لیون تعلیمی سکالرشپ تقسیم کی گئیں۔تقسیم کی گئی اشیاء کی قیمت آٹھ ملین لیونز سے زائد تھی۔الحمد للہ۔دعا کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

ان بچوں کی ماؤں اور سرپرستوں نے خدمت انسانیت کے اس کام میں جماعت احمدیہ اور ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کو سراہا۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمیں بہترین رنگ میں انسانیت کی خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے۔آمین

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔سسکاٹون، کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

ہمارے روزنامہ الفضل کی کیا بات ہے! ہر شمارے میں ایک سے بڑھ کر ایک مضمون پڑھنے کو ملتا ہے۔ یوم مسیح موعودؑ کی بابت نہایت ایمان افروز مضامین مارچ کے شماروں میں پڑھنے کو ملے۔ اسی طرح مہدی معہود اور مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کے ساری دنیا میں پورے ہونے کے نظارے اور ان کا آنکھوں دیکھا حال، دنیا بھر میں ہونے والے جلسہ سالانہ اور ان کی تاریخ، ہمیں روزنامہ الفضل آن لائن ہی کے ذریعے سے پڑھنے کو مل رہی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اسی مؤقر جریدے میں شائع ہونے والے درجنوں علمی و ادبی مضامین جن میں جماعت احمدیہ مسلمہ کا دنیا بھر میں نفوذ، ترقی، تبلیغی مساعی وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔ یہ مضامین نہ صرف ہمارے ایمان میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں بلکہ ہم روزنامہ الفضل کی وساطت سے ان خطوں کی سیر بھی کر لیتے ہیں جہاں ہمارا پہنچنا نہ صرف محال ہے بلکہ ناممکن بھی ہے۔ مارچ کے آخری ہفتے سے رمضان المبارک کے فیوض و برکات پر دلوں کو گرما دینے والے مضامین مل رہے ہیں۔ انہی مضامین میں سے آپ کا اداریہ بھی ہے جس کا ذکر کئے بغیر بات مکمل نہیں ہوتی۔

’’بھانڈے قلعی کرالو‘‘ کیا خوب عنوان باندھا ہے آپ نے۔ آپ کا یہ اداریہ میں نے اپنی بیبیوں غیر احمدی سہیلیوں کے ساتھ بھی شیئر کیا تھا۔ کہنے لگیں کہ بھانڈے قلعی کرالو کا روحانیت، میں ترقی اور بشری کمزوریوں کو دور کرنے پر اتنی خوبصورتی سے استعمال پہلی دفعہ پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بابرکت ماہ صیام میں ہمارے سارے ڈنٹ Dent نکال دے اور ہمارے دل و دماغ کو ایسا قلعی کرے کہ اگلے رمضان تک وہ روحانی چمک دمک پوری آب و تاب کے ساتھ قائم و دائم رہے۔ آمین! اس رمضان میں آپ نے رمضان کے پہلے عشرہ کی مناسبت سے جو قرآنی دعائیں، ادعیہ ماثورہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں قارئین الفضل کے ساتھ شیئر کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے وہ یقیناً قابل تحسین ہے اور بہت مفید بھی۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

اللہ تعالیٰ آپ کو، آپ کی ساری ٹیم کو اور تمام انشا پردازوں کو جزائے خیر عطا فرمائے جو سب بے انتہا محنت کے بعد نہایت لذیذ روحانی مائدہ اکناف عالم میں پھیلے ہوئے احمدی گھرانوں تک روزنامہ الفضل آن لائن کی وساطت سے پہنچاتے ہیں۔ مدیر محترم! بلا شک و شبہ یہ سب برکات خلافت سے ہی تو ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رکھے اور ہمارے پیارے آقا کی صحت و عمر میں فوق العادت برکت عطا فرمائے۔ آمین

• مکرم ابن ایف آر بسمل لکھتے ہیں:

یکم اپریل 2022ء کے شمارے میں شیخ مبارک محمود پانی پتی مرحوم آف لاہور پر منور علی شاہد جرمنی کا بہت شاندار مضمون آیا ہے۔

یہ عاجز چار سال انجینئرنگ یونیورسٹی کے علاوہ intermittantly لاہور میں رہتا رہا ہے۔ شیخ مبارک محمود پانی پتی صاحب سے اس عاجز کی بھی جان پہچان تھی۔ آپ جماعتی خدمات میں روح رواں تھے آپ کی ایک خدمت کا ذکر نہیں ہوا۔

1989ء میں صد سالہ جوبلی کے سلسلے میں جماعت احمدیہ لاہور نے ایک شاندار سووینئر 1889-1989 شائع کیا تھا اس کے آخر میں ایک صفحہ پر writers کی تصاویر اور نام ہیں اگلے صفحہ پر Technocrates کی تصاویر اور نام ہیں اور اس سے اگلے صفحہ پر Members Souvenir Committee کی تصاویر اور یہ نام دیئے ہوئے ہیں: مکرم شیخ مبشر احمد، مکرم شیخ ریاض محمود، مکرم شیخ مبارک محمود پانی پتی، مکرم عبد المالک۔ یہ سب لوگ اپنے وقت کے لاہور کے روح رواں تھے یہ ذکر کرنے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ جماعت کے ہر اہم کام میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے شیخ مبارک محمود پانی پتی کو شامل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

یہ عاجز بھی اس سووینیئر کے writers میں شامل تھا۔ مکرم شیخ مبشر احمد (دہلوی) سووینئر کمیٹی کے صدر تھے۔

ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں: 7/اپریل 2022ء کے الفضل میں حضرت عبد الرحمنؓ پر مضمون، پڑھ کر بہت لطف آیا۔ اس عاجز نے بھی صحابی مسیح موعودؑ، ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان حضرت مولوی عبد الرحمنؓ فاضل درویش کو دیکھا ہوا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمدؓ کے مضامین میں بھی کئی جگہ آپؓ کا ذکر ملتا ہے۔ غالباً 1947ء میں آپؓ امیر مقامی اور صاحبزادہ مکرم مرزا ظفر احمد ناظر اعلیٰ بنائے گئے تھے، بعد میں آپ ہی کئی سال ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی قادیان کی خدمت پر مامور رہے اور آپ کی وفات کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی ہوئے۔ درویشان کی وفا اور خلوص اور غیر معمولی قربانیوں کا اندازہ اس عاجز کو اس روز ہوا جب حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی اپنی نواسی کی شادی پر ربوہ آمد پر ہمارے حلقہ کی لجنہ اماء اللہ کا ایک اجلاس صدر لجنہ پاکستان نے ہمارے گھر رکھوایا۔ اجلاس برآمدہ اور lawn میں ہو رہا تھا اور اندر ڈرائنگ روم میں یہ عاجز بھی میاں صاحب کا خطاب سن رہا تھا اور میاں صاحب مشکلات اور تنگی کا ذکر کرتے کرتے خود بھی رو پڑے۔

خطاب کے بعد میاں صاحب اندر ڈرائنگ روم میں تشریف لے آئے اور خواتین مبارکہ sitting room میں اہلیہ کے ساتھ چائے کے لئے چلی گئیں (اس وقت اس عاجز کی اہلیہ حلقہ کی صدر تھیں)۔ میاں صاحب بڑی دیر اس عاجز کی اہلیہ کے والد مشنری ڈاکٹر سردار نذیر احمد کے اخلاص اور سادگی کے پر لطف واقعات سناتے رہے۔ فرمایا ’’ایک بار حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ شملہ میں کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت مصلح موعودؓ کو اتھو آ گیا ڈاکٹر صاحب بڑی بے تکلفی سے حضور کی پشت پر گردن کے نیچے بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىہَا وَمُرۡسٰىہَا پڑھ پڑھ کر آہستہ آہستہ مکے مارنے لگے جس سے حضرت مصلح موعودؓ بھی ہنس پڑے۔

یقیناً درویشان قادیان جیسا کہ تماپوری صاحب نے لکھا ہے بدر کے 313 صحابہ کی مثل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم دے اور ان کی اولادوں اور نسلوں پر بڑے بڑے فضل فرمائے، آمین۔

• مکرم آر، آر قریشی لکھتے ہیں:

ماہ صیام کی آمد پر آپ کو اور تمام کارکنان روزنامہ الفضل آن لائن کو مبارک باد کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ ’’بھانڈے قلعی کرالو‘‘ بچپن میں یہ آواز عاجز بھی سنتا تھا۔ مجھے یاد ہے دادی اماں دروازے پر کھڑی اس پھیری والے کو آواز دیتیں تو وہ اپنی سائیکل واپس موڑ کر ہمارے دروازے پر لا کر کھڑی کر دیتا۔ اس طرح پرانے برتن جو کہ بہت خراب ہوئے ہوتے، ان کو سفید چاندی کی طرح چمکا دیتا۔

ایک دن خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب پڑھ رہا تھا تو وہ قلعی کرنے والا یاد آ گیا۔ کس طرح زنگ آلود برتنوں کو چمکا کر سفید چاندی کی طرح کر دیتا تھا۔

آپؑ لکھتے ہیں۔ ’’ترقی کرو ترقی کرو۔ اُس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور اُن کا جز بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 14)

اللہ کرے کہ ہم اس مقدس مہینے میں یہ عہد کرنے والے بن جائیں کہ ہم وہ زنگ دور کرسکیں اور اسی نسخہ کو اپنانے والے بن جائیں جو اس مضمون میں بیان ہوا ہے۔

***مکرمہ امتہ الحفیظ۔قادیان سے تحریر کرتی ہیں:**

الفضل اخبار ایک بہت اعلیٰ معیار کا اخبار ہے۔ میں روزانہ مطالعہ کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کارکنان کی اس کاوش کو آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دے۔

ہو تجھے نصیب ایسا عروج دنیا میں
کہ آسمان بھی تیری رفعتوں پر ناز کرے

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: ماہِ رمضان کے فضائل اور برکات...... از صفحہ 9

اور امید ہے کہ اس کو اب رواج دیا جائے گا بچوں میں بھی اور بڑوں میں بھی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26جنوری 1996ء)

روزہ رکھنے کی تڑپ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’پس روزے سے محرومی کے نتیجے میں اگر درد دل ہو تو ایک بہت ہی اعلیٰ نشان ہے اس بات کا کہ واقعۃً تمہاری روزوں سے محرومی تمہیں ثواب سے محروم نہیں رکھے گی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ ایسے درد دل والے کو عام روزہ رکھنے والے کے ثواب سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔------ جبکہ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں۔‘‘

’’جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روز رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہیں رکھے گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26جنوری 1996ء)

جو رمضان کی پابندیاں برداشت نہیں کرتا وہ بہت بڑی نعمتوں سے محروم رہتا ہے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رمضان آیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا:

’’تم پر ایک ایسا مہینہ آیا ہے کہ اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں نیکی کرنے سے محروم رہا وہ ہر نیکی سے محروم رہا۔ اور اس ماہ میں نیکی سے وہی محروم رہتا ہے جو بدنصیب ہو۔‘‘

(ابن ماجہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’رمضان المبارک میں جو لوگ روزے نہیں رکھتے وہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ کن نیکیوں سے محروم رہ گئے ہیں۔ چند دن کی بھوک انہوں نے برداشت نہیں کی۔ چند دن کی پابندیاں انہوں نے برداشت نہیں کیں اور بہت ہی بڑی نعمتوں سے محروم رہ گئے۔ اور پہلے سے اور بھی زیادہ دنیا کی زنجیروں میں جکڑے گئے کیونکہ جو رمضان کی پابندیاں برداشت نہیں کرتا اس کی عادتیں دنیا سے مغلوب ہو جاتی ہیں اور وہ درحقیقت اپنے آپ کو مادہ پرستی کے بندھنوں میں خود جکڑنے کا موجب بن جایا کرتا ہے۔ یہ لوگ دن بدن ادنیٰ زندگی کے غلام ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر چاہیں بھی تو پھر ان بندھنوں کو توڑ کر آزاد نہیں ہو سکتے اس لئے یہ بھی ضروری فیصلہ ہے کہ رمضان کی چند دن کی پابندیاں بشاشت اور ذوق وشوق سے قبول کی جائیں۔------تم یہ پابندیاں اختیار کر کے دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ اس کے فائدے لامتناہی ہیں۔ چند دن کی سختیاں بہت وسیع فائدے ایسے چھوڑ جائیں گی کہ سارا سال تم ان چند دنوں کی کمائیاں کھاؤ گے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15اپریل 1988ء)

آخری عشرہ کی اہمیت

٭حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (رمضان کے) آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے اور اپنی رات کو (عبادت میں شب بیداری سے) زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔

(بخاری کتاب الصوم)

٭حضرت عائشہؓ کی ہی دوسری روایت ہے کہ آنحضرتؐ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادات میں جتنی کوشش اور محنت اور مجاہدہ فرماتے تھے وہ جدوجہد اس کے علاوہ ایام میں کبھی نہیں دیکھی گئی۔ (ابن ماجہ)

٭رمضان المبارک کے اس آخری عشرہ کی ایک اور برکت آنحضورؐ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ:

’’رمضان کی آخری رات میں میری امت کی مغفرت ہوتی ہے۔ آپؐ سے پوچھا گیا اے خدا کے رسولؐ کیا رمضان کی آخری رات لیلۃ القدر ہوتی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ عمل کرنے والا جب عمل سے فارغ ہوتا ہے تو اس وقت اسے اس کا اجر دیا جاتا ہے۔‘‘ (اور یہ مغفرت کا اجر ہے)

(مسند احمد بن حنبل)

رمضان کے تقاضے پورے کرنے والوں کے لئے بشارت

مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور ان کو پورا کیا اور جو رمضان کے دوران اُن تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے اس کو محفوظ رہنا چاہئے تھا یعنی جس نے ہر قسم کے گناہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھا تو ایسے روزے دار کے لئے اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ26جنوری 1996ء)

پس روزے محض للہ خلوص نیت اور صدق دل کے ساتھ رکھنے چاہئیں اور تمام عبادتیں اور نیکیاں بجالانی چاہئیں کیونکہ رمضان نیکیوں میں ترقی کرنے کے لئے سب سے موزوں ترین مہینہ ہے۔ اللہ کرے ہم رمضان کی برکتوں سے اپنی جھولیاں بھرنے والے ہوں۔

(مطبوعہ: الفضل انٹرنیشنل یکم/نومبر 2002ء تا 7نومبر 2002ء)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

دلوں کی ویران زمینوں کو شاداب کرنے والا مہینہ

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کا نزول ہوا۔ قرآن کریم کی اعلیٰ و ارفع تعلیمات ویران اور بنجر زمینوں کی شادابی کا ذریعہ ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ: ’’قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کرسکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کرسکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27)

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

23 اپریل 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:36	18:43
مدینہ منورہ	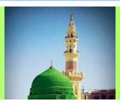	04:31	18:47
قادیان		04:24	19:03
ربوہ		04:04	18:43
اسلام آباد ٹلفورڈ	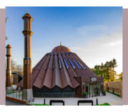	04:22	20:12

فقہی کارنر

روزہ کی حالت میں آنکھ میں دوائی ڈالنا

حضرت اقدسؑ کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا کہ:۔ ’’یہ سوال ہی غلط ہے۔ بیمار کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم نہیں‘‘

(بدر 7 فروری 1907ء صفحہ 4)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)